عقائدِ احمدیت

اور

اعتراضات کے جوابات

○

مولانا دوست محمد شاہد
مؤرّخِ احمدیت

○

(صرف احمدی احباب کے استفادہ کیلئے)

احمد اکیڈمی ربوہ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

(درِّ ثمین)

الفہرست

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

(درثمین)

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وحدتِ اُمّت کی بنیادی اینٹ

عقلِ انسانی فطرتِ صحیحہ اور دنیا کے مسلمہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے کسی شخص کا مذہب ہی ہو سکتا ہے جسکا اظہار وہ خود کرتا ہے۔ قرآن مجید جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا تاج لازوال اپنے سر پر رکھتا ہے اور تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْئٍ کے وسیع اور مرصع تخت پر جلوہ افروز ہے، ہر بنیادی اور اہم مسئلہ کی جزئیات کی طرح اس عالمگیر اور آفاقی اصول کو بھی پیش فرماتا ہے۔ چنانچہ اس نے جہاں "لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ"[1] کا پُر شوکت اعلان کر کے پوری دنیا کو آزادیٔ فکر کا الہامی چارٹر عطا کیا وہاں یہ رہنما اصول قائم کر کے وحدتِ امت کی بنیادی اینٹ رکھدی کہ "لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا"[2] "جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اُس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو"۔ (ترجمہ مولنا شبیر احمد عثمانی)

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں اپنی کتاب سیرت النبی جلد ششم صـ۲۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "مقصد یہ ہے کہ جو کوئی اپنے کو مسلمان کہے یا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ تم مسلمان نہیں" برصغیر کے ایک عالم دین مولانا محمد عثمان فارقلیط کا بیان ہے کہ "خلافت کے دور میں جب یہ سوال اٹھا کہ مسلمان کس کو کہنا اور سمجھنا

---

[1] البقرہ : ۲۵۷ [2] النساء : ۹۵

چاہیئے یا ایک مسلمان کی تعریف (DAFINATION) کیا ہے؟ تو بڑی بحثوں کے بعد طے پایا کہ مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور سمجھتا ہے۔ اس بات پر اکثر علماء نے اتفاق کیا[1]

مدینۃ النبیؐ کی پہلی مردم شماری

بخاری شریف سے ثابت ہے کہ مدینۃ النبیؐ میں اسلام کی پہلی اور حقیقی مملکت کے اندر مسلمانوں کی مردم شماری خالص اسی قرآنی اصول کے مطابق کی گئی تھی چنانچہ صحابی رسولؐ حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ۔

" قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُکْتُبُوْا لِیْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ[2] "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو۔ اس سلسلہ میں عہدِ نبویؐ کا ایک تعجب خیز واقعہ حضرت امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ میں ریکارڈ کیا ہے جو ہر عاشق رسولِ عربیؐ کیلئے قیامت تک مشعلِ راہ کا کام دیگا۔ لکھا ہے کہ ایک لونڈی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی۔ آنحضورؐ نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ رسول اللہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سالنامہ "شبستان" (نئی دہلی)، نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۱۵۔
[2] بخاری کتاب الجہاد باب کتابت الامام للناس مصری جلد ۲ صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ

نے لونڈی کے مالک کو حکم دیا "اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ" [۱] اس کو آزاد کر دو یہ تو مومنہ ہے۔

اب آئیے عقائدِ احمدیت معلوم کرنے کیلئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر پر اس نقطۂ نگاہ سے ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالیں کہ آپ پر کن عقائد کے الہام ہوئے؟ آپ کا مقصدِ بعثت کیا تھا؟ آپ نے غیر مسلموں کو کیا دعوت دی؟ اور مسلمانانِ عالم بالخصوص اپنی جماعت کے سامنے کن دینی عقائد کا اعلان فرمایا؟

الہامی عقائد

آپ فرماتے ہیں :- "مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانیوالا صرف حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" [۲]

مقصدِ بعثت

"یہ عاجز تو محض اس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآنِ کریم لایا ہے

---

[۱] مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ [۲] اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳

اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے ''[1]

'' خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''[2]

عالمگیر منادی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے اس مقصد بعثت کے عین مطابق روئے زمین میں یہ منادی فرمائی کہ :-

'' اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''[3]

حلفیہ بیان اس سلسلہ میں آپ نے مسلمانانِ عالم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

'' مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ

---

[1] حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲-۱۳ [2] اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ (مجموعہ اشتہارات مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۲۶۷) [3] تریاق القلوب صفحہ ۳

اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اسقدر قسمیں کھاتا ہوں جسقدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جسقدر قرآنِ کریم کے حرف ہیں اور جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں ...... مَیں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا"[1]

احمدیت کا خلاصہ

" ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں، جسکے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کوچ کریں گے، یہ ہے کہ حضرت سیّدنا مولٰینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جسکے ذریعہ سے انسان راہ راست اختیار کر کے خدائے تعالیٰ

---

[1] کرامات الصادقین صفحہ ۲۵

تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو،،[1]

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتٰبُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں ...... اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ مذکورہ بالا حق ہے،،[2]

جماعت احمدیہ کیلئے مقدس تعلیم حضور نے اپنی جماعت کو یہ مقدس تعلیم دی کہ

---

[1] ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۶ [2] ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷

"ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جنکی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے" [1]

مذہب اسلام کا پیارا تصوّر

مذہبِ اسلام کا پیارا نام سنتے ہی ایک عارف کے ذہن پر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے انبیاء کا تصوّر اُبھرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دل کی گہرائیوں سے درود شریف جاری ہو جاتا ہے۔ مکہ اور مدینہ کے مراکزِ اسلام آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اہلِ بیت نبویؐ، خلفاءِ اربعہ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی عظمتوں کے سامنے

---

[1] ایام الصلح صفحہ ۸۷

سرِ عقیدت سے جھک جاتا ہے اور امتِ مسلمہ میں گزشتہ چودہ صدیوں میں آنے والے آئمہ، صلحاء و اولیاء اور ابدال و اقطاب کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں جنہوں نے ہر زمانہ میں قلعہ محمدی کی حفاظت کی اور ہر خطہ میں پرچم اسلام کو بلند رکھا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام چونکہ اسلام کے بیمثال عاشق تھے اس لئے آپ کے قلبِ مطہر میں ان سب خدانما اور برگزیدہ ہستیوں اور مقدس مراکزِ اسلام سے والہانہ الفت کا سمندر موجزن تھا اس سلسلہ میں آپکے دلی خیالات و افکار اور عقائد و نظریات کیا تھے؟ اس کا اندازہ لگانے کیلئے آپکی بے شمار تحریرات میں سے صرف چند کا تذکرہ کافی ہوگا

انبیاء علیہم السلام | انبیاء کی نسبت آپ کا عقیدہ ہے۔

ع ہر رسولے آفتابِ صدق بود ٭ ہر رسولے بود مہرِ انور ے[1]

ہر رسول سچائی کا سورج تھا ہر رسول نہایت روشن آفتاب تھا

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

ع آں شہ عالم کہ نامش مصطفیٰ ٭ سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ

آنکہ ہر نور ے طفیلِ نورِ اوست ٭ آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست ے[2]

وہ تمام جہانوں کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے عاشقوں کا

---

[1] براہین احمدیہ حصہ اوّل صد۱۱ [2] براہین احمدیہ حصہ چہارم صد۵۲۵ (حاشیہ در حاشیہ)

سردار اور شمس الضحیٰ ہے وہی ہے جس کے نور کے طفیل ہر ایک نور ہے اور جو آپکا منظورِ نظر ہے وہی خدا کا محبوب ہے۔

؎ ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم ۔ یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است[۱]

یہ چشمہ رواں جو میں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ کمالات کا صرف ایک قطرہ ہے۔

برکاتِ درود شریف

درود شریف کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلے اللہ علیہ وسلم"[۲]

؎ مصطفیٰؐ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

حرمین شریف

حرمین شریف کے بارہ میں فرمایا:۔

"اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے"[۳]

"مکہ معظمہ خانہ خدا کی جگہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ کا پایہ تخت ہے"[۴]

---

[۱] اخبار "ریاض ہند" امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۴۵ [۲] براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ [۳] تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۶ [۴] ازالہ اوہام صفحہ ۶۴ حاشیہ طبع اوّل

"خدا تعالیٰ نے حکم دیا...... کہ عمر بھر میں ایکدفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو یعنی مکّہ معظمہ میں..... خدا نے آہستہ آہستہ اُمّت کے اجتماع کو حج کے موقعہ پر کمال تک پہنچایا" [۱]

اہلبیتِ نبویؐ

اہلِ بیت نبویؐ کی عظمت آپ کے الفاظ میں یہ ہے۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمد است

میری جان اور دل محمد مصطفیٰؐ کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔

پھر فرمایا "افاضہِ انوارِ الٰہی میں محبّتِ اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقرّبین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں اُن کا وارث ٹھہرتا ہے" [۲]

ائمہ اثنا عشر

فرمایا :-

"آئمہ اثنا عشر نہایت درجہ کے مقدّس اور راستباز اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر کشفِ صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں" [۳]

حضرت ابو بکر صدّیق رضؓ

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا

"آپکی روح آنحضرتؐ کی رُوح سے ملی ہوئی تھی فہمِ قرآن محبّت رسولؐ میں سب سے ممتاز اور اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین

---

[۱] چشمۂ معرفت صد ۱۳۳ [۲] براہین احمدیہ جلد ۴ صد ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ [۳] ازالہ اوہام صد ۲۵۴

اور ربّ العالمین کی رضا میں غائب تھے۔ چونکہ سچی حُبِّ الٰہی آپ کے رگ و ریشہ میں متمکن تھی اس لئے آپ صدیق کہلائے گویا آپ کتابِ نبوّت کا ایک اجمالی نسخہ تھے یہ ایک حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کی ہے"[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کے بارہ میں ایک روح پرور اور وجد آفریں واقعہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ ایکدفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پورے چھ گھنٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور کمالات اور اپنی غلامی اور کفش برادری اور حضرات شیخین (ابوبکر و عمر فاروق علیہما السلام) کے فضائل میں ایک پُرجلال تقریر کی اور فرمایا "میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مَیں ان لوگوں کا مدّاح اور خاکپا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا"[2]

حضرت عمر فاروق رضؓ

حضرت عمر فاروق کے بارہ میں فرمایا:۔

وَشَابَهَهُ الْفَارُوْقُ فِیْ کُلِّ خُطَّةٍ - وَسَاسَ الْبَرَایَا کَالْمَلِیْکِ الْمُدَبِّرِ
فِیْ وَقْتِهٖ اَفْرَاسُ خَیْلِ مُحَمَّدٍ - اَثَرْنَ غُبَارًا فِیْ بِلَادِ التَّنَصُّرِ
وَکَسَّرَ کِسْرٰی عَسْکَرُ الدِّیْنِ شَوْکَةً - فَلَمْ یَبْقَ مِنْهُمْ غَیْرُ صُوْرِ التَّصَوُّرِ[3]

---

[1] ترجمہ تلخیص سرالخلافہ صـ۳۲

[2] ملفوظات حضرت مسیح علیہ السلام جلد اوّل صـ۳۲۰

[3] سرالخلافہ صـ۶ و درثمین عربی مترجم صـ۱۵۱

حضرت فاروق رضؓ بھی ہر موقع پر حضرت ابو بکر رضؓ کے مثل اور مشابہ تھے آپ نے ایک مدبّر بادشاہ کی طرح رعیت کا انتظام فرمایا۔ آپ ہی کے عہد میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے نصرانیوں کے ممالک میں غبار اڑا دی۔ اور دین کے لشکر نے کسریٰ کی ساری شوکت و سطوت پارہ پارہ کردی اور تصویروں صورتوں کے سوا انکا کچھ نہیں بچا

حضرت عثمان رضؓ حضرت عثمان رضؓ کے بارہ میں فرمایا " میرے رب نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ، عمر فاروق رضؓ اور عثمان رضؓ غایت درجہ ایماندار اور رشد اور ہدایت سے معمور تھے اور وہ ان لوگوں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے شیخین (حضرت ابوبکر و عمر) اور ذوالنورین (حضرت عثمان) کو اسلام کے دروازے بنایا ہے وہ لشکر خیر الانام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہراول دستے تھے[1]

حضرت علی رضؓ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو " سرّ الخلافہ " میں " حجۃ اللہ " اور " اسد اللہ الغالب " اور " مظہر العجائب " قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَالْحَقُّ اَنَّ الْحَقَّ کَانَ مَعَ الْمُرْتَضٰی وَمَنْ قَاتَلَہٗ فِیْ وَقْتِہٖ فَبَغٰی وَطَغٰی " سچی بات یہی ہے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کیساتھ تھا اور جس نے آپ کے وقت میں آپ سے جنگ کی وہ باغی اور طاغی تھا

[1] ترجمہ سرّ الخلافہ صد ۹-۱۰

صحابہ نبویؓ | صحابہ نبوی کے بارہ میں فرمایا :۔

" آنحضرتؐ کی جماعت نے اپنے رسولِ مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضوِ واحد کی طرح ہوگئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر اور باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے "[۱]

ائمہ اربعہؒ | ائمہ اربعہ کی نسبت کہا :۔

" میری رائے میں ائمہ اربعہ ایک برکت کا نشان تھے "[۲]

" یہ چار امام (امام اعظم و امام مالک و امام احمد بن حنبل و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ۔ ناقل) اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے "[۳]

حضرت امام ابوحنیفہؒ | " امام اعظم رضی اللہ عنہ ..... اپنی قوتِ اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے ...... ان کی فطرت کو کلامِ الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے اسی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ عُلیا مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے "[۴]

---

[۱] فتح اسلام صفحہ ۳۵-۳۶ [۲] ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۲ صفحہ ۳۴۷

[۳] البدر ۳ر نومبر ۱۹۰۵ صفحہ ۴ کالم ۱

[۴] ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۰ - ۵۳۱

حضرت سیّد عبد القادر جیلانیؒ

حضرت غوث اعظمؓ کے بارہ میں فرمایا

" جس طرح نور کے مقابل پر ظلمت نہیں ٹھہر سکتی اسی طرح شیطان اُن کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکتا " [۱]

دیگر اولیائے امّتؒ

دوسرے اولیائے امّت کی نسبت فرمایا

" درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمّتِ محمدیہؐ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں " [۲]

" ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر انکو ہدایت دیتا رہا ہے جیسا کہ سیّد عبد القادر جیلانی اور ابو الحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی اور ذو النّون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی، فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسلام میں گذرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے ...... جسقدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امّت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں انکی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ..... زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کیلئے زندہ خدا کا

[۱] ضرورت الامام صفحہ ۱۶

[۲] تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸

ہاتھ ہو۔ سو وہ اسلام ہے " [1]

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسانِ کامل (حضرت سیدنا وسید الوریٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ناقل) گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے ۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں " [2]

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ۔ کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

مقامِ مہدی موعودؑ

یہ حقیقت ہے کہ مہدی موعود کا مقام امّتِ مسلمہ میں ایک ممتاز اور منفرد مقام تسلیم کیا گیا ہے اور جیسا کہ حضرت فریدالدین عطارؒ نے فرمایا لاکھوں اولیاءؒ ظہورِ مہدی کیلئے دست بدعا رہے ہیں [3]

حضرت امام ابن سیرینؒ کا عقیدہ تھا کہ مہدی موعود کئی انبیاء سے افضل ہوگا [4]

---

[1] کتاب البریہ صفحہ ۲۴۸-۲۴۷ [2] اربعین نمبر ۱ صفحہ ۴ [3] ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱
[4] حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶

حضرت عبدالرزاق قاشانی جیسے عظیم صوفی یہ مذہب رکھتے تھے کہ مہدی موعود احکام شریعت میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا لیکن معارف و علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء سب کے سب اُن کے تابع ہوں گے کیونکہ اسکا باطن خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا [1]

مشہور امامیہ بزرگ حضرت علامہ باقر مجلسیؒ نے پیشگوئی فرمائی کہ مہدی تمام نبیوں کا بروز کامل ہوگا [2]۔ ایک روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی میں کوئی فرق نہ ہوگا [3] اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موعودِ آخرالزمان کو چار دفعہ نبی اللہ کے خطاب سے پکارا امّت کو اسے سلام پہنچانے اور اسکی بیعت کرنے کا تاکیدی حکم دیا نیز ارشاد فرمایا یقفوا اثری لا یخطی یعنی مہدی میرے قدم بقدم چلے گا اور اپنے عقائد میں ذرا بھی خطا نہیں کرے گا چنانچہ شیخ الشیوخ عالم ربانی حضرت علامہ امام سید عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میزان میں اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

" امام مہدی علیہ السلام کو پورے طور پر شریعتِ محمدی علی صاحبہا

---

[1] ترجمہ شرح القاشانی علی الفصوص الحکم لاستاذ الاکبر الشیخ محی الدینؒ ابن عربی صفحہ ۵۵ طبع مصر ۱۳۲۱ھ [2] بحارالانوار فارسی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ تہران

[3] غایۃ المقصود از علامہ سید علی حائری جلد ۲ صفحہ ۶۸ مطبوعہ ۱۳۱۹ھ

الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکم کرنے کا الہام کیا جائیگا یہاں تک کہ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو ان کے تمام جاری کردہ احکام کو تسلیم فرماتے اور انہیں کو قائم رکھتے"[1]

چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اعلانِ عام فرمایا کہ "میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا شوشہ قرآنِ شریف کا منسوخ کر سکے"[2]

"احقر الغلمانؐ"

اگرچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر الہاماً منکشف ہوا کہ آپ ہی مسیح موعود و مہدی موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں مگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "احقر الغلمان" اور "ادنیٰ چاکر" ہونے کو ہی اپنا سب سے بڑا اعزاز سمجھتے تھے اور اسی لئے آپ نے نہایت پرشوکت الفاظ میں یہ آواز بلند فرمائی کہ:-

"میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو

---

[1] "مواہب رحمانی" ترجمہ میزان للشعرانیؒ جلد ۱ صفحہ ۱۸ مطبوعہ گلزار ہند سٹیم پریس لاہور ۱۳۳۸ھ [2] مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد ۳ صفحہ ۵۹۷

سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں...

.... وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اسکے کسی فضیلت کا دعوٰی کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعے سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے"[1]

؎ اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ان چند رُوح پرور تحریرات نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ ہزاروں صفحات میں سے نمونۃً منتخب کی گئی ہیں عقائد احمدیت پر گویا دل چڑھا دیا ہے۔ یہ محکم عقائد کلید کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لٹریچر کی اصل رُوح سمجھنے اور اس کے مجمل مقامات کو حل کرنے میں ہماری مدد ملتی ہے۔ یہی وہ عقائد ہیں جن سے ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور انہی عقائد کی بدولت ایشیا سے امریکہ تک اور یورپ سے آسٹریلیا تک پھیلے ہوئے ایک کروڑ عشاقِ رسولِ عربی اس نتیجہ پر پہنچے کہ احمدیت تمام صحیح اسلامی

---

[1] حقیقۃ الوحی ص۱۱۵-۱۱۶

عقائد کا گلدستہ ہے۔ احمدیت وحدتِ امّت کی ایک انقلابی تحریک ہے احمدیت یقیناً حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔

چنانچہ قریباً ۲۷ سال قبل کی بات ہے کہ ترکی کے ایک روشن خیال فاضل و محقق جناب شناسی سیبر (SINASI SIBER) نے انقرہ سے ۲۰ نومبر ۱۹۵۶ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ المصلح الموعودؓ کی خدمت میں لکھا کہ:۔

"مَیں یقین رکھتا ہوں کہ احمدیت ہی وہ حقیقی اسلام ہے جو ترقی کا علمبردار ہوتے ہوئے بیسویں صدی کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے ...... یہ میری دلی خواہش ہے کہ احمدیت نے جو قابلِ تعریف مثال قائم کی ہے مَیں دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے دیکھوں ہاں اُسی اسلام کی جو صحیح معنوں میں اسلام کی ایک روشن اور درخشندہ صورت ہے اور موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی ضروریات کو بخوبی پورا کر سکتی ہے"[1]

---

[1] (ترجمہ) الفضل یکم دسمبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۸

احمدیت پر اعتراضات اور

تاریخ انبیاء

عقائد احمدیت پر تفصیلی روشنی ڈالنے کے بعد یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک سچے عاشقِ رسول کا دل یہ دیکھکر خون ہو جاتا ہے کہ تحریکِ احمدیت کی خوشنما تصویر کو بگاڑنے اور اسے نہایت ہی بھیانک اور مکروہ شکل میں پیش کرنے کی منظم کوشش کی جا رہی ہے اور اعتراضوں کا ایک نہ ختم ہونیوالا سلسلہ جاری ہے اور غیر مسلم دنیا جماعت احمدیہ کی اس دردناک مظلومیت کا نظارہ بڑے شوق اور دلچسپی سے کر رہی ہے مگر اسے کان کھول کر سن لینا چاہیئے یہ بھی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان اور عظیم معجزہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے یہ خبر دے دی تھی کہ یاد رکھنا خدا کے ماموروں کیلئے یہ سنت چلی آئی ہے کہ ان کا استقبال ہمیشہ استہزاء سے کیا جاتا ہے یہی پہلے ہوا اور یہی آئندہ ہوگا۔ انبیاء کی تاریخ ہر زمانہ میں دوہرائی جاتی ہے اور لازماً مستقبل میں بھی دہرائی جاتی رہے گی۔ یہ عجیب بات ہے کہ "گورنمنٹ کا ادنیٰ چپڑاسی، تحصیلدار لگان کے واسطے آجاوے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرتا اور اگر کرے تو گورنمنٹ کا باغی ٹھہرتا ہے اور سزا پاتا ہے مگر خدائی گورنمنٹ کی لوگ پرواہ نہیں کرتے خدا تعالیٰ سے آنے والے لاریب غربت کے لباس میں آتے ہیں لوگ ان کو حقارت اور تمسخر سے دیکھتے ہیں ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں" (ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد ۱ صفحہ ۲۹۲)

ماموریِن ربانی سے استہزا

چنانچہ اللہ جلشانہٗ نے اپنے کلام پاک میں قریباً ۳۵ مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت گزشتہ انبیاء سے استہزاء کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝[1] کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو" يَحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ[2] افسوس بندوں پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ[3] لوگوں کے پاس کوئی نبی نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔

لفظ استہزاء کی لغوی تحقیق اور اس کے چھ طریق

قرآن مجید کی اعجازی فصاحت و بلاغت کا یہ نقطہ معراج ہے کہ اس نے تاریخ انبیاء پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کے برگزیدوں پر اعتراضات ہوتے ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ان سے استہزا کیا جاتا ہے لفظ استہزاء کا بالعموم اردو ترجمہ ہنسی اور مذاق کیا جاتا ہے۔ مگر تیسری صدی ہجری کے شہرۂ آفاق امام لغت اور ممتاز ادیب علامہ ابو ھلال العسکری نے الفروق اللغویہ صفحہ ۲۱۱ میں واضح فرمایا ہے کہ

---

[1] الحجر: ۱۲ [2] یٰسٓ: ۳۱ [3] الزخرف: ۸

استہزاء میں دوسرے شخص کی تحقیر عقیدۃً مقصود ہوتی ہے [1] اور سخر اور
استہزاء میں ایک باریک اور لطیف فرق ہے اہلِ عرب سُخر کا لفظ اس شخص
کیلئے بطورِ مذاق استعمال کرتے ہیں جس سے واقعی قابلِ اعتراض فعل بھی
سرزد ہو چکا ہو مگر استہزاء کا لفظ کسی ایسے فعل کے ارتکاب کے بغیر بولا
جاتا ہے۔ حضرت امام راغبؒ اصفہانی فرماتے ہیں کہ استہزاء مخفی اور ظاہر
دونوں رنگ میں ہوتا ہے اور عہدِ حاضر کی مشہور لغت " اقرب الموارد"
میں اَھْزَءَ کے معنی قتل کے بھی لکھے ہیں۔ اس لغوی تحقیق کے مطابق
آیت کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ میں انبیاء کے خلاف اعتراضات
کا یہ جامع خلاصہ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں نبیوں کی حقارت کا جذبہ خاص طور
پر کارفرما ہوتا ہے وہ ظاہر اور باطن دونوں طرز پر ہوتے ہیں ان کے پیچھے
خدا کے پیاروں اور انکی جماعتوں کو ہلاک کرنیکی تیز خواہش موجود ہوتی ہے
اور کوئی ٹھوس اور معقول بنیاد اُن کی نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف اعتراض برائے
اعتراض ہوتے ہیں جن پر ہنسی ٹھٹھا اور مذاق کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اب اگر
ہم قرآن مجید کی بیان فرمودہ تاریخِ انبیاء کا عموماً اور دوسرے مذہبی عالمی
لٹریچر کا خصوصاً مطالعہ کریں تو استہزاء کے عملاً چھ واضح طریق ہمارے سامنے

---

[1] "الاستهزاء يقتضي المستهزء به واعتقاد تحقيره۔
الفرق بين الاستهزاء والسخرية ان الانسان يستهزءُ
به من غير ان يسبق منه فعل يستهزء من اجله"

آجاتے ہیں۔

۱۔ سفید جھوٹ بولا جائے۔ ۲۔ خود ساختہ معیاروں سے صداقت کا انکار کیا جائے ۳۔ مامور کی تعلیم کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کیا جائے۔ ۴۔ صاف اور سیدھی بات کو موجب اعتراض بنا کر دکھایا جائے ۵۔ متضاد اعتراضات کئے جائیں ۶۔ حق و صداقت سے کھلم کھلا مذاق روا رکھتے ہوئے اسے سبّ و شتم کا نشانہ بنایا جائے۔

ایک تعجب خیز بات

استہزاء کے یہ سب طریق ہیں جن کی متعدد مثالیں کتاب اللہ میں ملتی ہیں اور یہ تعجب خیز بات ہے کہ ۱۸۸۹ء یعنی جماعت احمدیہ کے قیام سے لیکر اب تک کے سب اعتراضات کو جمع کر کے اگر ان کا تجزیہ کیا جائے تو وہ کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ کی قرآنی صداقت کی مکمل واقعاتی تفسیر بن جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ یُکَذَّبُ فِیْھَا الصَّادِقُ[1] کہ خدا کے ایک خاص اور سچے بندے کی تکذیب کی جائیگی اسی طرح سپین کے ممتاز صوفی حضرت محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں مجدد الف ثانیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنے مکتوبات میں حاجی امداد اللہ مکی نے شمائم امدادیہ میں نواب صدیق حسن خان قنوجی مجدد اہلحدیث نے "حجج الکرامہ" میں قبل از وقت اطلاع دیدی تھی کہ مسیح موعود و مہدی معہود کی تکفیر کی جائیگی

---

[1] مستدرک للحاکمؒ جلد ۴ صفحہ ۴۶۵ و صفحہ ۵۱۲ (مطبوعہ بیروت)

اور امامیہ فرقہ کے ممتاز بزرگ حضرت علامہ باقر مجلسیؒ نے بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۳ میں صدیوں قبل یہ انکشاف بھی کیا کہ مہدی کے ذکر پر استہزاء کیا جائیگا چنانچہ فرمایا "یستھزء بذکرہ"

اب یہ ناچیز نہایت درجہ ادب کے ساتھ اس تلخ حقیقت کی تفصیلات کی طرف آتا ہے۔

استہزاء کا پہلا طریق

استہزاء کا پہلا طریق یہ ہے کہ سو فیصدی جھوٹ بولا جائے۔ یہ ہتھیار تحریک احمدیت کیخلاف جس طرح بے دریغ استعمال کیا گیا ہے اس کی نظیر زمانہ انبیاء کے سوا کہیں نہیں مل سکتی اس سلسلہ میں چند نمونے پیش کرتا ہوں جو زیادہ تر برصغیر پاک و ہند اور مشرق وسطی میں شائع شدہ اردو عربی اور انگریزی لٹریچر سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان نمونوں سے معلوم ہوگا کہ احمدیت کو "قادیانیت اور مرزائیت" کا نام دیکر کیسے کیسے فرضی، جعلی اور خیالی عقائد و نظریات وضع کئے گئے ہیں

پہلا نمونہ ۔ "اخبار آزاد" لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۵۰ء نے لکھا کہ:۔

" مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث کو منسوخ قرار دیدیا "

" مرزائیوں کے قرآن کا نام تذکرہ ہے اور انکی حدیث کا سیرت مہدی ہے "

دوسرا نمونہ ۔ کتاب " مرزائیت اور اسلام " صفحہ ۵۴ میں ہے۔

" مرزائی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا الگ اور مستقل دین ہے اور انکی شریعت شریعتِ مستقلہ ہے " (مؤلفہ مولانا احسان الٰہی ظہیر صاحب مدینہ یونیورسٹی

تیسرا نمونہ ۔ " سیرت ثنائی " میں صـ۱۶۷ پر " قادیانی تعلیم " کا خلاصہ یہ دیا گیا ہے " جناب نبی کریم علیہ السلام کو روحانی معراج ہوئی لیکن مرزائے قادیانی اس جسم عنصری کیساتھ عرشِ عظیم پر گیا " " توحید کا مسئلہ غلط ہے سورۃ اخلاص عبث ناقابلِ قبول اور بے بنیاد ہے "[1]

چوتھا نمونہ ۔ مکہ معظمہ کے انگریزی رسالہ " دی جنرل آف مسلم ورلڈ لیگ نے ستمبر ۱۹۷۴ء کی اشاعت کے حاشیہ صـ۲۳ پر لکھا

" MIRZA GHULAM AHMED SAID I AM THE FATHER OF GOD "

مرزا غلام احمد نے کہا کہ میں خدا کا بھی باپ ہوں

اس کے بعد " حقیقۃ الوحی " صـ۸ کا بریکٹ میں حوالہ دیا گیا ہے حالانکہ نہ صرف حقیقۃ الوحی بلکہ حضرت اقدس کی کسی کتاب میں بھی یہ فقرہ موجود نہیں ۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

پانچواں نمونہ ۔ " قادیانی کافر کیوں " اس نام کی ایک تازہ کتاب کے صـ۳۴ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف یہ عبارت منسوب کی گئی ہے " میرے وقت کی فتح آنحضرت صلعم کے وقت کی فتح سے اعظم اور اکبر اور اظہر ہے (سیرۃ الابدال صـ۱۹۳) " آپکو یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی کہ کہ سیرۃ الابدال کوئی ضخیم کتاب نہیں بلکہ ۱۶ صفحے کا عربی رسالہ ہے اور اس میں

---

[1] مؤلفہ عبد المجید صاحب خادم سوہدروی ناشر دفتر اہلحدیث سوہدرہ اپریل ۱۹۵۲ء

بھی اس عبارت کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

چھٹا نمونہ۔ ملتان سے چھپنے والی ایک نئی کتاب "دورِ جدید کے عالمگیر فتنے" کے صلے میں یہ بالکل خلاف واقعہ بات لکھی گئی ہے کہ احمدیوں نے مکہ کا لفظ حذف کرکے قادیان قرآن کریم میں درج کردیا ہے۔[1]

ساتواں نمونہ۔ عراق سے شائع ہونے والی کتاب" القادیانیہ والاستعمار الانکلیزیہ"[2] کے صفحہ ۱۷۸۔۱۷۹ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ افترا کیا گیا ہے کہ آپ نے معاذ اللہ کعبہ کی بجائے قادیان کو حج کا مقام بنایا ہے اور یہ کہ احمدی معاذ اللہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قادیان کو فضیلت دیتے ہیں۔ یہ ناپاک الزام برطانوی ھند میں جب پہلی بار پھیلا گیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے ۳۰ راگست ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں اس کی زبردست تردید کی اور بتایا کہ مکہ اور مدینہ یقیناً قادیان سے افضل ہیں نیز یہ پُرشوکت اعلان فرمایا "ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو انکی حفاظت کیلئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھیگا خدا اس شخص کو اندھا کر دیگا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانو

---

[1] مؤلفہ جناب منشی عبدالرحمان خان صاحب

[2] مؤلفہ عبداللہ سلوم السامرائی ۱۹۸۱ء" منشورات وزارۃ ثقافہ والاعلام الجمہوریہ العراقیہ"

سے لیا تو جو ہاتھ اس بدمیں آنکھ کو پھوڑنے کیلئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا "[1]

نیز فرمایا "مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری گھر بنا جس کی گلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبی نے جو سب نبیوں سے کامل نبی تھا اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں .... بیت اللہ کو خدا تعالیٰ نے حج کیلئے چنا جس کے سوا اب دنیا میں قیامت تک اور کوئی حج کی جگہ نہیں "[2]

آٹھواں نمونہ - بندر روڈ کراچی سے شائع شدہ کتاب "اسلامیہ پاکٹ بک[3]" صفحہ ج میں لکھا ہے کہ " احمدی ربوہ کو کعبہ کا درجہ دیتے اور اسکا حج بھی کرتے ہیں " علاوہ ازیں عزت مآب سماحۃ الشیخ ڈاکٹر عبداللہ الزاید وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی کی خدمت میں پچھلے سالوں میں یہ اطلاع دی گئی کہ " امتِ مرزائیہ کے کفر و ارتداد کا عالمی مرکز ربوہ .... ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس شہر ہے "[4] فَاِنَّا لِلّٰہِ

---

[1] الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء صہ ۹ [2] الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء صہ ۴

[3] سپاسنامہ صہ ۳ مطبوعہ ڈیلی بزنس پریس فیصل آباد منجانب "خادم ختم نبوت منظور احمد چنیوٹی"

[4] مؤلف جناب محمد مسلم بن برکت اللہ

وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس مرحلہ پر بانی ربوہ حضرت مصلح موعودؓ کے چند دعائیہ اشعار زبان و قلم پر آگئے ہیں جن سے اس ادّعا کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے فرمایا ؎ ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو

کعبہ کو پہنچتی رہیں ربوہ کی دعائیں

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر

اسلام کے سر پر سے کریں دور بلائیں [1]

نواں نمونہ ۔ کراچی سے "ارشاد خلیفہ اوّل صدیق اکبرؓ" کے زیر عنوان مندرجہ ذیل عبارت چھپوا کر ملک بھر میں پھیلائی گئی کہ [2]

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں مگر باطن میں بھیڑیے ہیں ان کے اعمال سے تم انہیں پہچان لوگے کیا وہ جھاڑیوں سے انگور اور اونٹ کٹاروں سے انجیر حاصل کر سکتے ہیں"

حق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایسا کوئی فرمانِ مبارک اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں دراصل یہ متی باب ۷ کی عبارت ہے جسکی آڑ میں اسلام کے دشمن صدیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع ترین مقامِ نبوت پر حملہ کرتے رہے ۔ یہی وہ عبارت ہے جس کو حضرت امیرالمومنین خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارشاد مبارک ظاہر کر کے مشتہر کیا گیا جس کا مقصد احمدیت سے استہزاء اور کراچی سے شائع شدہ کتاب "فتوٰی رشیدیہ"

---

[1] الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۵۰ء صـ۳

[2] ناشر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

کے اس فتوی پر عمل کرنے کے سوا کچھ نہیں تھا کہ :-

" احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے "[1] یہ فتوی "برصغیر" کی ایک ایسی عالم دین شخصیت کا ہے جس کے بہت سے القاب ہیں چند ایک یہ ہیں۔ "قطب عالم، خاتم الاولیاء والمحدثین، فخر الفقہاء والمشائخ حضرت عالی مادئے جہاں، مخدوم الکل "[2]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار فرمایا :-

" اس جماعت معاندین کے ہوتے سے ہمارا پرسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے۔ لوگ آگے ہی منتظر ہیں وقت خود شہادت دے رہا ہے اور انکی آنکھیں اسطرف لگی ہوئی ہیں کہ آنیوالا آوے جب یہ معاندین اکی مفتری کے رنگ میں ہمیں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق پا لیتے ہیں "[3]

استہزاء کا دوسرا طریق

مقبولانِ درگاہِ الٰہی سے استہزاء کا دوسرا طریق یہ رہا ہے کہ ان پر خود ساختہ معیاروں کے ذریعہ تنقید کی جاتی ہے۔ یہ برکت و سعادت جو ہمیشہ

---

[1] "فتاوی رشیدیہ" صفحہ ۴۶ از مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ناشر مولوی محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔ [2] کتاب مرثیہ از مولانا محمود الحسن دیوبندی (سرورق) مکتبہ قاسمیہ معارف پریس لاہور [3] ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۶ صفحہ ۳۱۹

اہل اللہ اور متقدسین کے حصّہ میں آتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی حاصل ہوئی چنانچہ احمدیت کے خلاف بہت سے اعتراضات کی بنیاد مفروضات پر ہی رکھی جاتی ہے جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں مثلاً

۱۔ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا

۲۔ نبی کسی غیر اسلامی حکومت کے قوانین کی سیاسی اطاعت نہیں کرتا نہ اسکی مذہبی آزادی کی تعریف کر سکتا ہے۔

۳۔ ہر نبی نئی شریعت لیکر آتا ہے اور اس کے آتے ہی اُمّت بھی بدل جاتی ہے

۴۔ نبی کا نام مرکب نہیں ہو سکتا۔

۵۔ نبی کو صرف اس کی اپنی زبان میں الہام ہو سکتا ہے۔

۶۔ نبی شعر نہیں کہتا۔

۷۔ نبی اجتہادی غلطی سے منزّہ ہوتا ہے اس کی ہر پیشگوئی اس کے اجتہاد کیمطابق پوری ہوتی ہے اور خواہ ہزار استغفار کیا جائے ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

۸۔ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا۔

۹۔ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

اب میں قرآن مجید اور دوسرے اسلامی لٹریچر کی روشنی میں ان معیاروں کا مختصر اور ترتیب وار تجزیہ کرتا ہوں۔

۱۔ قرآن سے ثابت ہے کہ "النبیّ الامّی" کا تاج صرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے اور یہ حضور ہی کا معجزہ ہے

باوجود ان پڑھ ہونے کے آپ کے مبارک ہونٹوں پر کوثر و تسنیم کے چشمے جاری ہوئے اس کے برعکس سورۃ کہف ۹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شاگرد بننے اور بخاری میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قبیلہ بنو جرہم سے عربی سیکھنے کا واضح ذکر ملتا ہے مشرق وسطیٰ کے مشہور مؤرخ محمود عقاد نے "حیات المسیح" صـ۵۲ پر لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اساتذہ فریسی تھے اور کویت کے محقق السید نورالدین قمر نے " قصہ ادریس" صـ۴ میں اور مصری عالم عبدالوہاب نجار نے "قصص الانبیاء" صـ۲۵ میں حضرت ادریسؑ کے یونانی استاد کا نام تک بتلا دیا ہے یعنی "الغوثاذیمون"

۲۔ فرعونِ مصر کا قانون اس درجہ ظالمانہ اور آمرانہ تھا کہ حضرت یوسفؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر اپنے سگے بھائی بن یامین کو بھی اپنے پاس نہ رکھ سکتے تھے۔ بایں ہمہ آپ نے قانونِ وقت کا احترام فرمایا جس پر سورۃ یوسف شاہدِ عادل ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ رومی حکومت کے ماتحت رہے اور کبھی اس غیر ملکی حکومت سے ٹکر نہ لی بلکہ ٹیکس دینے کے سوال پر فرمایا "جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" [1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اسوہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے سفرِ طائف سے واپسی پر مکہ کے ایک کافر رئیس مطعم بن عدی کی پناہ طلب کی اور مکے کے قبائلی قانون کی پابندی کرتے ہوئے اس کافر کی اجازت سے مکہ میں قدم رکھا اور اس مقدس شہر کی دوبارہ شہریت اختیار کی [2]

---

[1] لوقا باب ۲۰ آیت ۲۵ [2] سیرت النبیؐ علامہ شبلی نعمانی، جلد ۱ صـ۲۵۶

پھر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ۵ھ
میں اپنے صحابہ کو حبشہ کی عیسائی حکومت کی طرف ہجرت کرنے کی خود ہدایت فرمائی
اور حبشہ کی سرزمین کو "ارض صدق"[1] اور اس کے عیسائی بادشاہ کو "ملک
صالح"[2] کے نام سے یاد فرمایا۔ اب اگر ان چند تحریروں کو جو حضرت بانی سلسلہ
عالیہ احمدیہ نے انگریزی حکومت کی مذہبی آزادی کے بارہ میں لکھی ہیں دس کروڑ
سے بھی ضرب دیدی جائے تب بھی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ایک فقرہ ان سب پر بھاری ہوگا کیونکہ وہ ایک خادم کی رائے
اور یہ تمام نبیوں اور رسولوں کے شہنشاہ کا فرمان مبارک ہے

۳۔ یہ مسلمات میں سے ہے کہ آسمانی کتابیں صرف چار نازل ہوئیں
مگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے ثابت ہوا کہ سوائے چار کے باقی
جملہ انبیاء پہلی شریعت کی تعلیمات کو پھیلانے کیلئے مبعوث ہوئے تھے
اس حیثیت سے اس نظریہ پر بھی ضرب کاری لگتی ہے کہ ہر نبی کی آمد سے
امت بھی بدل جاتی ہے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نوح علیہ السلام

---

[1] ابن ہشام [2] "تفسیر معالم التنزیل" صفحہ ۲۹۰ پارہ ۴

شیعہ مجتہد شمس العلماء علامہ سید علی الحائری نے موعظہ تقریب میں برطانوی حکومت کا
ذکر کرتے ہوئے فرمایا "ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی
عدالت اور انصاف پسندی کی مثال اور نظیر دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی....
آج جس طرح حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ السلام کی [illegible] مسلمانوں کو لازم ہے کہ [illegible] بھی تو
نوشیرواں عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح اور فخر کے رنگ میں بیان کیا ہے
([illegible] صفحہ [illegible])

امت میں شمار کیا ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل عؑ، حضرت اسحٰق عؑ، حضرت یعقوب عؑ اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ سب ایک ہی امت کے فرد تھے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ہزاروں نبی پیدا ہوئے مگر ان کے پاس کوئی نئی کتاب نہ تھی وہ سب تورات ہی کو قائم کرنیکی خاطر بھیجے گئے تھے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ : ۴۵) ہم نے تورات نازل کی اسمیں ہدایت اور نور تھا اور جو انبیاء تورات کے تابع اور اس کے ماننے والے تھے وہ سب اس سے فیصلے کرتے تھے ۔

ہم "المسیح عیسیٰ ابن مریم" اور "ذوالکفل" دو نبیوں کے نام ہیں ۔ دونوں مرکب ہیں اور دونوں ہی قرآن مجید میں موجود ہیں ۔ امام الائمہ حضرت علامہ قسطلانی نے "مواہب اللدنیہ" جلد اول صـ ۱۰۱-۱۰۸ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۷ مرکب نام لکھے ہیں جو یہ ہیں ۔ عبدالکریم ۔ عبدالجبار ۔ عبدالحمید ۔ عبدالمجید ۔ عبدالوہاب ۔ عبدالقہار ۔ عبدالرحیم ۔ عبدالخالق ۔ عبدالقادر ۔ عبدالمہیمن ۔ عبدالقدوس ۔ عبدالغیاث ۔ عبدالرزاق ۔ عبدالسلام ۔ عبدالمومن ۔ عبدالغفار ۔ مجدد اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رح نے الاتقان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت نوح عؑ کا اصل نام عبدالغفار تھا (تفسیر اتقان جلد ۲ صـ ۱۴۱-۱۴۲) اور مہدی موعود کے "ذوالاسمین" یعنی مرکب نام ہونے کی پیشگوئی کی تصدیق بھی حضرت علامہ باقر مجلسی کی عربی کتاب "بحار الانوار" جلد ۱۳ صـ ۲ مطبوعہ تہران میں درج ہے ۔

۵۔ قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (ابراہیم: ۵) جس کا مدارک التنزیل اور روح المعانی جیسی مشہورِ عالم تفسیروں کی رو سے مفہوم صرف یہ ہے کہ نبی جس قوم میں مبعوث ہوتے اسکی زبان بھی بولا کرتے تھے نہ یہ کہ الہام بھی انہیں لازماً انکی قومی زبان میں ہوتا تھا۔ چنانچہ حدیث نبویؐ میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دس ہزار زبانوں کی قوّت سے بھرا ہوا کلام فرمایا اور حضرت کعب اور حضرت عجلان جیسے اکابر امّت کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے ہر زبان میں ہمکلام ہوا (درّ منثور للسیوطیؒ جلد ۲ صـ۱۱۵) دسویں صدی ہجری کے امام و مجدّد حضرت علامہ علی القاریؒ نے "موضوعاتِ کبیر" میں تسلیم کیا ہے کہ ان کے ہم عصر مشائخ ھند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فارسی الہامات بیان کرتے ہیں جن میں سے بعض محدّث زمان حضرت علامہ عبد العزیز الفہارویؒ کی کتاب "کوثر النبی باب الفاء اور حضرت شمس الدین سیالویؒ کے ملفوظات "مرآۃ العاشقین" کے صـ ۲۷ پر درج ہیں علاوہ ازیں حدیث نبوی ہے "ان للّٰہ ملائکۃً فی الارض تنطق علیٰ اَلْسِنَۃِ بنی اٰدمَ" (الدیلمی عن انس الدّرّ المنتشرہ للسیوطیؒ صـ۴۶) زمین میں خدا کے ایسے فرشتے ہیں جو انسانوں کی زبان میں کلام کرتے ہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی مشہور لغت مفردات راغب سے پتہ چلتا ہے کہ شعر جھوٹ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس سے اسکی

فی سورۃ شعراء میں کی گئی ہے ورنہ بخاری میں جو مسلّمہ طور پر اصحّ الکتاب بعد کتاب اللہ ہے آنحضرت صلعم کے یہ اشعار موجود ہیں۔

؎ أنا النبيّ لا كَذِبْ - أنا ابنُ عبد المطلب [1]

؎ هَلْ انت الا اصبح دميت

وفي سبيل الله ما لقيت [2]

۷۔ اجتہادی غلطی نبوّت کے منافی نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو یقین تھا کہ ان کا بیٹا طوفان میں محفوظ رہے گا مگر وہ ان کے سامنے ہی غرق ہو گیا (قرآن مجید) حضرت یونس علیہ السلام پر اللہ کی وحی ہوئی کہ فلاں دن تمہاری قوم پر عذاب آنیوالا ہے [3] قوم نے گریہ و زاری کی تو عذاب ٹل گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک شخص کی نسبت جبریل امین نے خبر دی کہ ظہر تک وہ مر جائیگا لیکن قبل اس کے کہ مقرّرہ وقت آتا اس نے تین روٹیاں صدقہ دیدیں اور موت سے بچ گیا (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۶۳) آنحضرت صلعم کو عالم خواب میں ہجرت گاہ دکھائی گئی آپ صلعم کا خیال یمامہ کی طرف گیا مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس سے مراد مدینہ تھا۔ بعض قرآنی آیات میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ انبیاء کی بعض پیشگوئیاں کلیتہً منسوخ بھی کر دی جاتی ہیں اور تقدیر مبرم تک ٹل بھی جاتی ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ ویوم حنین الخ جلد ۳ صفحہ ۴۴ مصری

[2] بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من ینکب فی سبیل اللہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ مصری

[3] فتح البیان جلد ۰ صفحہ ۷۵ از نواب صدیق حسن قنوجی ابن جریر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸

مثلها (البقرہ : ۱۰۷) وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (یوسف : ۲۲)

۸۔ بلاشبہ حدیث میں ہے "انّا معشرالانبیاءلانرث ولانورث"[لہ] کہ ہم انبیاء کا گروہ ہیں جو نہ وارث ہوتا ہے نہ وارث کیا جاتا ہے۔ مگر بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امّ المومنین سیّدۃ النساء حضرت عائشہ رض کی یہ تشریح درج ہے " یرید بذالک نفسہ (بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جلد ۳ صلا۔۱۲ مطبوعہ مصر) کہ اس سے مراد صرف آنحضرت ؐ کا وجود مبارک ہے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں اسکی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے " ورث سلیمان داؤد "کہ حضرت سلیمان حضرت داؤد ؑ کے وارث ہوئے ظاہر ہے کہ نبوت ورثہ میں نہیں ملتی لہٰذا اس جگہ قطعی طور پر وہیع بادشاہت کی وراثت ہی مراد لی جا سکتی ہے۔

۹۔ آنحضرت ؐ کے وصال مبارک پر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضور ؐ کو دفن کہاں کیا جائے؟ بعض صحابہ نے مکّہ میں۔ بعض نے مسجد نبوی میں اور بعض نے جنّت البقیع میں تدفین کا مشورہ دیا مگر دوسروں کی رائے تھی کہ حضور کو بیت المقدس میں دفن کیا جائے اس پر حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ؐ کی زبان سے سنا ہے " ما من نبی یقبض الا دفن تحت مضجعہ الذی مات فیہ "[لہ] جو نبی بھی فوت ہوا اسے اپنے اسی بستر کے نیچے دفن کیا گیا جس میں اس نے وفات پائی تھی ان الفاظ میں بھی دوسرے والی حدیث کی طرح آنحضرت ؐ کا اپنی طرف اشارہ مقصود تھا۔

لہ مسند احمد بن حنبل [illegible]

جسکی صحابہ رضؓ نے لفظاً لفظاً تعمیل کی چنانچہ حضورؐ کی نعش مبارک ذرا اٹھائی گئی اور بستر الٹ کر حجرہ عائشہ میں اسی مقام پر قبر مبارک کھودی گئی اور وہ بستر جس میں حضورؐ نے وفات پائی تھی قبر میں ہی بچھادیا گیا[1] تدفین کی یہ صورت سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند تاریخ سے کسی نبی کی نسبت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ اس کے برعکس حضرت اسحاق علیہ السلام نے بیئر شیبہ میں انتقال کیا لیکن دفن حبرون میں کئے گئے[2] حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر میں داعی اجل کو لبیک[3] کہا اور بیت المقدس سے ۲۰ میل دور حبرون میں سپرد خاک کئے گئے[4] حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی مصر میں وفات پائی[5] مگر مزار فلسطین میں ہے[6] حضرت عزیر سائرہ آباد میں فوت ہوئے اور قبر دمشق میں بنی[7]۔

میں نے بشیار خود ساختہ اور وضعی معیاروں میں سے بطور نمونہ صرف ۹ معیاروں کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اصلی حقیقت واضح کر دی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ یہ سب معیار فرضی ہیں جو بیت عنکبوت سے زیادہ چنداں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور گو آج انہیں سے ہر ایک کو مخالفین اسلام اور احمدیت کے خلاف ایک فولادی ہتھیار سمجھا جاتا ہے

---

[1] سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۲۲۳۔۲۲۴ از علامہ شبلی مرحوم [2] معجم القرآن صفحہ ۳۶۔۳۷ (ڈاکٹر غلام جیلانی برق) [3] ایضاً صفحہ ۳۲۸ [4] مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۴۰۴ مسند احمد بن حنبل (مع حاشیہ کنز العمال) جلد ۲ صفحہ ۷ [5] قصص القرآن جلد ۱ صفحہ ۳۳۲ از مولانا حبیب الرحمان سیوہاروی [6] معجم القرآن صفحہ ۴۳۸ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق [7] قصص القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۴۶

مگر خدا کے فضل سے وہ دن دور نہیں جبکہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے دلی عقیدت رکھنے والے اور اسلام کے سچے شیدائی بیرونی دباؤ سے آزاد ہوکر عجمی اور غیر اسلامی تخیلات کی زنجیریں کاٹ ڈالنے میں انشاء اللہ کامیاب ہوجائیں گے۔ اُسوقت ایسے تمام مصنوعی اصولوں اور خانہ ساز میعاروں سے بنی ہوئی پوری عمارت خود بخود پاش پاش ہوجائیگی اور خدا کی قسم اسکی اینٹیں بھی نہیں ملیں گی اور ان اینٹوں کی مٹی بھی نہیں ملیگی۔

ے خدا خود جبر واستبداد کو برباد کردیگا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کردیگا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہوگی
جہاں میں احمدیت کامیاب وکامراں ہوگی

استہزاء کا تیسرا طریق

قدیم ربانی سنّت کیمطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو ان کے سیاق وسباق سے الگ اور نامکمل شکل میں پیش کر کے بھی استہزاء کیا گیا۔ اس حقیقت کے ثبوت میں صرف تین مثالیں کافی ہونگی۔

پہلی مثال ۔ یہ مثال ایک ایسا شرمناک افتراء ہے جسکا تصور کرتے ہی ہمارے دل ودماغ پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے کیونکہ اس اعتراض کی آڑ میں شہ لولاک سرکار دو عالم نور دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سخت توہین وتنقیص کی جاتی ہے اور سیدالرسل کی ذات واللہ تنا ہی ایک مقدس ترین ذات ہے جس کیلئے فدائیت اور غیرت کا جذبہ حضر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بدرجہ اتم موجود تھا چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں :۔

" خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون ومددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں تمام مرادوں سے محروم کردیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں " [1]

اس بےمثال عاشقِ رسولؐ کی نسبت اخبار " آزاد " ۲۶ ردسمبر ۱۹۵۰ء صد ۴ نے لکھا " مرزا صاحب خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلی رات کے چاند تھے اور میں چودہویں رات کا چاند ہوں " (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ وَمَعَاذَ اللّٰہ) ان الفاظ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام لیکر جو گستاخی کی گئی ہے اس سے ہر احمدی کا جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے ۔ حضرت بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ نے خطبہ الہامیہ میں آنحضرتؐ کے عدیم المثال مقام کا جو تخیل پیش کیا ہے پہلے اسے بیان کرتا ہوں اس کے

---

[1] ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صد ۱۵

بعد خطبہ الہامیہ کی عبارت کا عربی اور اردو متن عرض کروں گا تا آپکو معلوم ہو کہ کہاں تک دیانتداری سے کام لیا گیا ہے۔ " صَلُّوا عَلٰی نَبِیِّکُمُ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ الْوُصْلَةُ بَیْنَ اللّٰهِ وَخَلْقِهٖ وَقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی " (خطبہ الہامیہ طبع اوّل صفحہ ۶۵) خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو کہ وہ خدا اور مخلوق میں وسیلہ ہیں اور ان دونوں قوس الوہیت اور عبودیت میں آپکا وجود واقع ہے " اس حقیقت کو نمایاں کرنے کے بعد اسلام کے شاندار مستقبل کی پیشگوئی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :" کان الاسلام بدء کالھلال وکان قُدِّرَ انّہٗ سیکون بدرًا فی اٰخر الزمان والمآل " (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۴) یعنی اسلام ہلال کیطرح شروع ہوا اور مقدّر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر ہو جائے۔

کیا دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کوئی ایک بھی ایسا شخص ہے جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شمہ بھر محبت وغیرت ہو اور وہ اس عبارت سے یہ نتیجہ نکال سکے کہ نعوذ باللہ حضرت بانی سلسلہ نے آنحضرتؐ کو پہلی رات کا چاند اور اپنے تئیں چودھویں رات کا چاند قرار دیا ہے ؟؟ بعض حلقوں میں کسی احمدی شاعر کے چند اشعار کو پڑھ کر آنحضرتؐ کی تنقیص شان کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس شاعر کو دنیا کا کوئی احمدی سند نہیں سمجھتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؓ نے ملک کے دانشوروں اور مذہبی راہنماؤں پر واضح کر دیا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ اور جماعت احمدیہ نے اُن اشعار سے اس درجہ نفرت وبریت کا اظہار کیا کہ

ان صاحب کو زندگی بھر اپنے کلام میں انکو دوبارہ شامل کرنے کی جرأت نہ ہوسکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے احمدیوں کو آنحضرت صلعم کی ذات اقدس سے ایسی بیمثال عقیدت اور فدائیت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر ناموس مصطفیٰ[1] کا سوال پیدا ہو تو وہ اپنی جانوں کو بھی بلا تامل خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیں گے ؎

کروڑ جاں ہو تو کردوں فدا محمدؐ پر
کہ اس کے لطف وعنایات کا شمار نہیں۔

دوسری مثال۔ حضرت اقدس نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ پر ایک خواب بیان فرمائی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں اس خواب کی بناء پر آپ کی طرف دعویٰ خدائی منسوب کردیا گیا حالانکہ خواب ہمیشہ تعبیر طلب ہوتی ہے اور تعبیر الرؤیا کی مشہور کتاب تعطیر الانام صفحہ ۱۰ میں صاف لکھا ہے کہ خواب میں اپنے تئیں خدا ہونیکی تعبیر یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم تک پہنچے گا۔ خود حضرت اقدس نے آگے "آئینہ کمالات اسلام" کے صفحہ ۵۶۶ میں خود ہی تعبیر بیان فرمادی کہ اسمیں اشارہ ہے کہ آسمانی اور زمینی تائیدات مجھے حاصل ہونگی۔ اس کے بعد مزید وضاحت فرمائی کہ میں اس خواب کے یہ معنی ہرگز نہیں لیتا کہ گویا میں خدا ہوں اور نہ حلولیوں کی طرح کہتا ہوں کہ خدا مجھ میں حلول کر آیا بلکہ یہ خواب بخاری کی قرب نوافل والی حدیث قدسی کیمطابق ہے۔[2]

---

[1] مطبوعہ بیروت ۱۲۸۴ھ (افسوس بعد کے ایڈیشن میں اس عبارت میں تحریف کردی گئی)
[2] کتاب الرقاق باب التواضع (جلد ۴ صفحہ ۸۹ (مطبوعہ مصر)

جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نفل پڑھنے والا بندہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ علاوہ ازیں ولی کامل حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانی "فتوح الغیب" کے مقالہ ۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں

"قال اللہ فِی بعض کتبہٖ اقول لشیٔ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول لِلشّیٔ کن فیکون۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا کہ میری اطاعت کرو جس کے نتیجہ میں میری طرح تم بھی کسی شئے کیلئے کُن کہو گے فیکون وہ پیدا ہو جائیگی۔

امّت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس حدیث کیمطابق بہت سے بزرگوں نے مظہر باری تعالیٰ ہونیکی حیثیت میں اسی نوعیت کی خوابیں دیکھیں اور بڑے بڑے دعاوی فرمائے مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں قائم الزمان ہوں یعنی اللہ تعالیٰ جب خیر کے نظام کا ارادہ فرماتا ہے تو اپنے اس ارادہ کی تکمیل کیلئے وہ مجھے اوزار یا آلہ کار کی طرح بنالیتا ہے[1]

قطب وقت سلطان المشائخ اور اہلِ طریقت و حقیقت کے پیشوا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا "میں خدائے وقت ہوں مصطفائے وقت

[1] الفرقان بریلی نمبر "شاہ ولی اللہ نمبر" صہ ۱۴۴ از مولانا محمد منظور نعمانی بار دوم مطبوعہ دہلی ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء

ہوں ؟ لے حضرت حسین منصور حلاج جیسے صوفی مرتاض اور پاک نہاد بزرگ نے اس حدیث کیمطابق " انا الحق " کا مجذوبانہ اور محویانہ نعرہ بلند کیا جسکی پاداش میں آپ کو سالہا سال جیلخانہ میں ڈال دیا گیا کوڑے مارے گئے، آنکھیں نکال دی گئیں، پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پھر تختہ دار پر لٹکا کر آپ کا سر تن سے جدا کر دیا گیا اور آپکی نعش جلا کر دجلہ کے پانی میں بہا دی گئی حالانکہ " انا الحق " کا نعرہ بخاری شریف کی حدیث قرب نوافل کی ایک تائیدی شہادت تھی۔

للہ غور فرمائیے کیا یہ مقدس اور جلیل القدر بزرگ خدائی کے دعویدار تھے؟ اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو آنحضرتؐ کے فرزند جلیل بانئ سلسلہ احمدیہ کو محض ایک خواب کی بناء پر مدعی الوہیت قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ آپ نے اپنے قلم سے اسکی واضح تعبیر بھی بیان فرما دی ہے

تیسری مثال - تیسری مثال بھی حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر شخصیت کے بارے میں ہے مگر اس کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تقریر سے ہے حضور کے دل میں کس طرح عشق رسول سمندر کی طرح موجزن تھا اس کا کسی قدر اندازہ حضور کے اس ایک اقتباس سے بخوبی ہو سکتا ہے آپ " حقیقۃ النبوۃ " صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ میں فرماتے ہیں :-

---

لے ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۵۱۵ (ناشر ملک چنن الدین کشمیری بازار لاہور)

" نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اُسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کسطرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے اسکی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برادری مجھے تختِ شاہی سے بڑھکر معلوم دیتی ہے اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہتِ ہفت اقلیم ہیچ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اسکا قرب نہ تلاش کروں " حضرت مصلح موعودؓ کی تحریریں اور تقریریں عشقِ رسولؐ کے ایسے ہی بیش قیمت لعل و جواہر سے مالا مال ہیں اور سورج کی طرح چمک دمک رہی ہیں انہیں میں سے ایک شاہکار عبارت خطبہ جمعہ ۱۱ر فروری ۱۹۴۴ء کی ہے جس میں یہ فقرہ اپنے ماحول سے کاٹ کر عوامی ذہن میں ہیجان بلکہ طوفان برپا کرنے کیلئے چن لیا گیا ہے کہ " اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے " شہید بالاکوٹ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے "تقویۃ الایمان" میں یہی مضمون ان دوسرے الفاظ میں ادا فرمایا ہے کہ " اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے

کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے "[1] مگر میں شہید بالاکوٹ کے ان الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہتا بلکہ حضرت مصلح موعودؓ کی پوری عبارت آپکے سامنے رکھتا ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر روحانی قوتوں پر فکر و نظر کا ایک نیا اور روح پرور باب کھلتا ہے آپ نے فرمایا :۔ " قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تو عیسائیوں سے کہدے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اسکی عبادت کرنیوالا ہوتا اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ واقعہ میں خدا کا کوئی بیٹا ہے اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درجہ میں آگے نکل گیا ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے دروازہ بند نہیں کیا مگر عملی حالت یہی ہے کہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ انسان تھے جو ایک سیکنڈ میں کروڑوں میل خدا تعالیٰ کے قرب میں بڑھ جاتے ہیں اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ دو سالوں میں بھی ایک منزل طے نہیں کر سکتے ان کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہی کیا ہے "

---

[1] صفحہ ۱۴۴ (ناشر محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی)

؎ فرشتے جا کر لیا دم عرش پر پڑ مصطفےٰؐ کی سیر روحانی تو دیکھ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

چوتھی مثال "کربلا" اور "حسین" کے مقدس الفاظ استعارہ کی زبان میں صدیوں سے مظلومیت اور مظلوم کی علامت (SYMBOL) کے طور پر مستعمل ہیں چنانچہ عہدِ اکبری کے بزرگ شاعر حضرت علامہ محمد نوعی الجبوشانی الخراسانی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۰۱۹ھ)[1] کی ایک غزل کا مطلع ہے کہ ؎

کربلائے عشقم و لب تشنہ سر تا پائے من
صد حسین کشتہ در ہر گوشہ صحرائے من[2]

یعنی میں کربلائے عشق ہوں اور سر تا پا لب تشنہ ہوں اور میرے صحرا کے ہر گوشہ میں سو حسین فدا شدہ ہیں۔ نیز مولانا محمد علی جوہر کا مشہور شعر ہے

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زمانۂ حاضر کے ایک شاعر سید معصوم حسین رضوی فرماتے ہیں ؎

ہر اک زمیں ارضِ کربلا ہے۔ ہر ایک دن دن ہے دس محرم
نہ چھپ سکے گا یہ خون ناحق جسے یہ دنیا چھپا رہی ہے[3]

---

[1] "المنجد فی الاعلام" علامہ فارسی کے نادر الکلام شاعر تھے چنانچہ مورخ بغدادی اسماعیل پاشا نے "ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون" میں لکھا ہے کہ علامہ کا دیوان چھ ہزار ابیات پر مشتمل ہے

[2] قلمی نسخہ دیوان نوعیؒ (انڈیا آفس لائبریری لندن ۱۴۸۵ (REF: IOL E The

[3] رسالہ "فجر" جولائی ۱۹۸۵ء صفحہ ۲۰ (اردو ترجمان سفارتخانہ ایران)

ظاہر ہے کہ ان اشعار میں بھی "حسین" کے معنی مظلوم کے اور کربلا کے معنی مقام مظلومیت کے ہیں۔ نہ "کربلا" سے مراد کربلا کا شہر ہے نہ "حسین" سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات یا شخصیت ورنہ "ہر کربلا" کا کوئی مفہوم ہی نہیں بنتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے جاں نثار عاشقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار ۔۔۔۔ ایں قتیلانِ او بروں ز شمار

ہر زمانے قتیلِ تازہ بخواست ۔۔۔۔ غازۂ روئے او دمِ شہداست

ایں سعادت چو بود قسمت ما ۔۔۔۔ رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

کربلائے است سیر ہر آنم ۔۔۔۔ صد حسین است در گریبانم (نزول المسیح)

خدا کے فدائی صرف ایک یا دو یا ہزار نہیں بلکہ اس کے بیشمار شہید ہیں۔ ہر زمانہ ایک نیا قتیل چاہتا ہے اس کے چہرہ کا غازہ شہیدوں کا خون ہے۔ یہ سعادت چونکہ ہماری قسمت میں تھی رفتہ رفتہ ہماری بھی نوبت آ پہنچی۔ کربلا میرے ہر آن کی سیرگاہ ہے اور سینکڑوں حسین (یعنی مظلوم) میرے گریبان میں ہیں۔ یہاں بھی "کربلا" اور "حسین" کے الفاظ محض استعارۃً ہیں اور مطلب یہ کہ اگرچہ دشمنانِ اسلام ہر وقت میرے دَر پئے آزار ہیں مگر میرا وجود خدا اور مصطفےٰ صلعم کی راہ میں ایسا قربان ہے کہ اگر میری سو جانیں بھی ہوں تو وہ دینِ محمدؐ پر فدا ہونے کو تیار ہیں۔ اس مضمون کو آپ نے ایک دوسرے فارسی شعر میں یوں ادا فرمایا ہے

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ ۔۔۔۔ نباشد نیز شایانِ محمدؐ

ہائے حسرت اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں اور پھر زندہ کر کے قتل کیا جاؤں اور اسی طرح سو بار اپنی جان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دوں تو پھر بھی یہ قربانی محمدؐ کی شانِ بلند کے مقابل بالکل بے حقیقت ہے۔

اس سے بڑھ کر اپنے عاشقانہ تعلق کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہانتک فرماتے ہیں ؎ سرے دارم فدائے خاکِ احمد

دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پر فدا ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

اس واضح تشریح و توضیح سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے فارسی کلام سے ہوتی ہے آپؑ کا بے مثال عاشقِ رسول ہونا بالبداہت ثابت ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس!! بعض خدا ناترس اذہان و قلوب ان عارفانہ اشعار کو سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کو ایسے نئے معنوں میں ڈھال دیتے ہیں جن سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی تنقیص و توہین لازم آتی ہے اور جن کا تصور کر کے ایک سچے احمدی مسلمان کی روح کانپ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور

محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنیوالے ہیں جو اسکو ملی تھی تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اسکی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقوٰی اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیساکہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں کون جانتا ہے انکا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ انکو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسینؓ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے " [1]

---

[1] مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ ۵۴۵ - ۵۴۶

استہزاء کا چوتھا طریق

کتاب اللہ میں اللہ جلشانہٗ نے علم موازنہ مذاہب، علم عقائد و اخلاق مسائل میں تحقیق کیلئے جو راہنما اصول بیان فرمائے ہیں انہیں عدل و انصاف کو سب سے بڑھکر اہمیت دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (المائدہ: ۹)

اے ایماندارو! تم انصاف کیساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے کہ مشہور اہلحدیث عالم ابوسعید جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جب دلی سے علم حاصل کر کے واپس اپنے وطن بٹالہ میں تشریف لائے تو انہیں دوسرے مذہبی راہنماؤں کی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عہد شباب تھا اور ۳۳-۳۴ سال کی عمر ہوگی۔ آپ کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ میں تشریف فرما تھے مذہبی مباحثات سے آپ کو کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن ایک شخص

کے اصرار پر آپ کو بھی مولوی صاحب کے مکان اور پھر مسجد میں جانا پڑا۔ دیکھا کہ سامعین کا ایک ہجوم ہے اور مباحثہ کیلئے بے تاب ہے آپ مولوی صاحب موصوف کے سامنے بیٹھ گئے اور پوچھا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ میرا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے اس کے بعد اقوال رسول کا درجہ ہے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مقابل کسی انسان کی بات قابلِ حجت نہیں۔ حضور نے یہ سن کر بے ساختہ فرمایا کہ آپ کا یہ اعتقاد معقول ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضور کا یہ کہنا ہی تھا کہ لوگوں نے دیوانہ وار شور مچا دیا کہ ہار گئے۔ ہار گئے۔ جو شخص آپکو ساتھ لے گیا تھا وہ سخت طیش سے بھر گیا کہ آپ نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا مگر آپ کوہِ وقار بنے رہے اور اس ہنگامہ آرائی کی ذرہ بھر پروا نہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا میں یہ کہوں کہ امت کے کسی فرد کا قول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہے ؟ یہ دستکشی آپنے چونکہ خالصتاً اللہ اور اس کے پاک رسولؐ کی رضا کیلئے کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے عرش سے اس پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے الہام فرمایا

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"[1]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عدل و انصاف کی اس شاندار مثال کے مقابل مولوی صاحب موصوف کا انداز تکلم کیا تھا؟ حضرت پیر سراج الحق نعمانی

---

[1] براہین احمدیہ طبع اوّل حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ ۳

جمالی ہانسوی رضؓ کا چشمدید بیان ہے کہ ۱۸۹۲ء کے مباحثہ لدھیانہ کے دوران انہوں نے یہاں تک کہدیا کہ " اگر مرزا کا قرآن سے دعویٰ ثابت ہو جاوے تو میں .... قرآن کو چھوڑ دوں گا "[1] عرصہ ہوا کہ پاکستان کے ایک مشہور اور شعلہ بیان مقرر نے جواب ربّ ذوالجلال کے حضور پہنچ گئے ہیں ایک جلسۂ عام میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا " اگر وہ سچا ہوتا اور نبوّت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم مان لیتے غلام احمد کیا اگر نبی کا نواسہ حسین بھی نبوّت کا دعویٰ کرتا ۔ حضرت فاطمہ رضؓ نبوّت کا دعویٰ کرتیں تو ہم مانتے ؟ "[2] (یعنی کبھی نہ مانتے) ایکطرف یہ کہا اور دوسری طرف ۶ر جولائی ۱۹۵۲ء کو انہوں نے ایک معزّز اجتماع میں یہ بیان دیا کہ میں ممتاز صاحب دولتانہ کو اپنا لیڈر مانتا ہوں ...... وہ صوبہ پنجاب کی حکومت کے وزیر اعلیٰ ہیں اگر دولتانہ صاحب کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت پر ایمان لے آؤ تو میں ان پر ایمان لے آؤں گا اور مرزا بشیر الدین محمود کو خلیفۃ المسیح مان لوں گا "[3] علاوہ ازیں شیطان کو ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا " شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا حضرت آدمؑ کو نہیں مانا ابدی لعنت کو قبول کر لیا مگر منافقت نہ کی "[4]

---

[1] تذکرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۳۳ [2] خطبات امیر شریعت صفحہ ۱۰۱ ناشر مکتبہ تبصرہ (بیرون دہلی گیٹ) لاہور [3] بیان سیّد زین العابدین گیلانی سابق صدر ضلعی مسلم لیگ ملتان میونسپل کمشنر (اشتہار ۳۰ر جولائی ۱۹۵۲ء)

[4] ماہنامہ تبصرہ از جانباز مرزا بابت دسمبر نومبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۴

انہوں نے سامعین کو یہ بھی یقین دلایا کہ

" میاں اب تو اپنا یہ مسلک ہے کہ اللہ کو خوش کروں یا نہ کروں پر تم کو ناراض نہ کروں "[1] ایک اور موقعہ پر فرمایا " یار لوگوں نے شریعت نہ ماننے کے لئے مجھے امیرِ شریعت بنا رکھا ہے "[2]

مسئلہ ختم نبوّت

یہی وہ ذہنیت ہے جس نے احمدیت کیخلاف استہزاء کا یہ چوتھا طریق پیدا کیا کہ احمدیت کی ہر حال میں مخالفت کی جائے اور جو چیز قابلِ اعتراض نہ ہو بہر صورت موجب اعتراض بنا کر دکھلائی جائے ۔ برصغیر کے ایک روشن خیال عالم مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں " غالباً ۱۹۳۰ء تھا حکیم الامّت تھانوی رح کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کیوقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزائے قادیانی اور انکی جماعت کا تھا اور ظاہر ہے کہ ذکر " ذکرِ خیر " نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو " حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا اُن کا کوئی اختلاف نہیں ۔ اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف

---

[1] خطبات امیر شریعت صہ ۹

[2] ماھنامہ تبصرہ " نومبر دسمبر ۱۹۶۶ء صہ ۴۳

ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں "[1] لیکن اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ "ختم رسالت" میں بھی دوسرے مسلمانانِ عالم کے ساتھ احمدیوں کا کوئی اصولی اختلاف نہیں اور برصغیر کے بعض محقق فاضل (جن میں خود علامہ عبدالماجد سرِفہرست ہیں) اپنی پوری عمر کی تحقیق کے بعد بالکل اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالماجد تحریر فرماتے ہیں:۔

" جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی تصانیف گزری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی۔ بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے تھے تو اس معنی میں جس میں ہر مسلمان ایک آنیوالے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا [illegible] زیادتی ہے۔ ان کی تحریروں سے تو کم سے کم اتنا ہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ توحید و رسالت کے پوری طرح قائل ہیں قرآن پر حرفاً حرفاً ایمان رکھتے ہیں، کعبہ ہی کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں ..... بلکہ سرورِ کائنات کی ذات مبارک کے ساتھ [illegible] شیفتگی بھی رکھتے ہیں "[2]

[1] [illegible] آپ بیتی [illegible] از علامہ عبدالماجد دریا آبادی مرحوم ناشر [illegible] کراچی [illegible]

[2] الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۶۵ء [illegible]

اسی طرح ایک اور غیر از جماعت عالم دین نے ہفت روزہ "صدق جدید" لکھنؤ (۵۔ نومبر ۱۹۶۵ء) میں رقم فرمایا :-

"(۱) قادیانیوں اور غیر قادیانیوں کا اختلاف اصولی نہیں فروعی ہے۔
(۲) اگر مولوی صاحبان کے نزدیک حضرت نبی اللہ مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا تو قادیانی بھی اپنے مسیح موعودؑ کو مان کر ختم نبوت کے منکر قرار نہیں دیئے جا سکتے اگر قادیانی اس لئے ختم نبوت کے منکر ہیں کہ انہوں نے مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے تو پھر مولوی صاحبان کو بھی ختم نبوت کا منکر قرار دینا پڑیگا اور پھر تکفیر کی توپ بھی سب پر ہی داغی جائیگی" "دونوں ہی مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں، دونوں ہی کا عقیدہ ہے کہ خاتم المرسلین کے بعد مسیح موعود نبی ہو کر آئیں گے۔ اب یا تو دونوں ہی ختم نبوت کے منکر ہیں یا دونوں ہی اس الزام سے بری ہیں مرکزی نقطہ مسیح موعود کی نبوت ہے اور اس پر دونوں ہی کا اتفاق ہے۔"[۱]

بلاشبہ یہ تعبیر بالکل صحیح اور نہایت درجہ حقیقت افروز ہے۔ لیکن اگر معرفت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اسکی حیثیت بھی محجوبانہ ہے۔ عارفانہ پہلو اس کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ آج دنیا کے پردہ میں مقام خاتم النبیین کی معرفت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے اور اس پر حقیقی ایمان بھی خدا کے فضل سے صرف اور صرف احمدی ہی رکھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ قرآن مجید چودہ صدیاں قبل

---

[۱] "صدق جدید" لکھنؤ ۵ نومبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۶

عوامی معنوں کو یکسر مسترد فرما چکا ہے اور جو الہامی معنے بتائے ہیں وہ جماعت احمدیہ کے اس تصورِ خاتمیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ نبوت آنحضرت کے سچے غلاموں میں جاری ہے

پہلے دعویٰ کا ثبوت

پہلے دعویٰ کا ثبوت یہ آیہ کریمہ ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ (المومن ۳۵-۳۶)

فرمایا حضرت یوسفؑ اس سے پہلے دلائل کیساتھ تمہارے پاس آ چکے ہیں مگر وہ جو کچھ لائے تم لوگ اس کے بارے میں شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب آپ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا (یعنی نبوت غیر مشروط پر ختم ہو چکی اور یہ آخری نبی تھے) اللہ تعالیٰ پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کذالک یضل اللہ مَنْ ھو مسرفٌ مرتاب۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سرحد سے گزرنے والے اور شبہ کرنیوالے کو گمراہ قرار دیگا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی بحثیں کریں گے جو اللہ اور مومنوں کے

کے نزدیک بہت برا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ متکبر انسان کے پورے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

دوسرے دعویٰ کا ثبوت

دوسرے دعویٰ کا ثبوت سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ آئندہ نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے انعامات کی برکات کے دروازے آنحضرتؐ کی برکت اور تاثیر قدسی سے امت محمدیہ کیلئے کھلے ہیں اور باقی تمام نبیوں کا فیض ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا ہے چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

پانچویں صدی ہجری کے امام لغت قرآن حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس آیت کے قطعی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ انکو درجہ اور ثواب کے اعتبار سے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل کر دے گا یعنی آنحضرتؐ کی اطاعت سے نبی بننے والے کو پہلے نبی کے ساتھ، صدیق بننے والے کو پہلے صدیق کے ساتھ، شہید بننے والے کو پہلے شہید کیساتھ اور صالح بننے والے کو پہلے صالح سے ملا دیگا[1] اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] "البحر المحیط" جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مؤلفہ حضرت ابن حیانؒ

خاتم النبیین کے الہامی معنوں کی تصدیق و توثیق اس حدیث قدسی سے بھی ہوتی ہے جو مجدّد اسلام حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت انس بن مالک حلیہ ابو نعیم کے حوالہ سے " الخصائص الکبریٰ" حصّہ اوّل میں درج فرمائی ہے " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کر دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے رب احمد کون ہیں؟ فرمایا میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے انکا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر رکھا بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنّت حرام ہے جب تک وہ اور انکی امّت اس میں داخل نہ ہوں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا مجھے اس امّت کا نبی بنا دے فرمایا نَبِيُّهَا مِنْهَا اس امّت کا نبی (یعنی اُمّتی نبی۔ ناقل) انہیں میں سے ہوگا عرض کیا مجھے اس نبی کا اُمّتی بنا دے فرمایا تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں ہے[1]

اس حدیث قدسی سے خاتم الانبیاء کے یہ الہامی معنی متعین ہو گئے کہ امّتی نبی آئیگا ضرور مگر وہ آسمان سے نہیں اترے گا آنحضرت ؐ کے خادموں میں پیدا ہوگا اور اسی کو حدیث مسلم میں آنحضرت ؐ نے چار دفعہ نبی اللہ کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ نیز یہ کہ حضرت موسیٰ ؑ جیسے اولوالعزم

---

[1] (ترجمہ) " الخصائص الکبریٰ" للسیوطیؒ جلد ۱ صفحہ ۲۵-۲۴ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔

پیغمبر نہ واپس آ سکتے ہیں۔ نہ آنحضرتؐ کے امتی نبی بن سکتے ہیں اور نہ
نبی امتی کا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ ان الہامی معنی پر جماعت احمدیہ ایمان
رکھتی ہے۔ اس کے برعکس عوامی عقیدہ یہ ہے کہ یہودی امت کے ایک
گزشتہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام جو صرف بنی اسرائیل کیلئے رسول بنا کر
بھیجے گئے تھے دوبارہ آئیں گے مگر آنحضرتؐ کے غلاموں میں کوئی امتی
نبی نہیں بلکہ معاذ اللہ دجال پیدا ہوں گے۔ اب دنیا بآسانی فیصلہ کر سکتی
ہے کہ کون ہے جو حقیقۃً خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہے اور کون ہے جو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر مشروط آخری نبی قرار دیتا اور ختم نبوت
کا تاج آنحضرتؐ کی بجائے ان کے سر پر رکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ یہ
امر قرآن و حدیث سے بالبداہت ثابت کرنے کے بعد آج سوائے احمدیوں
کے کوئی بھی حقیقی طور پر حضرت خاتم النبیین پر ایمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا
اس ضمن میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دعویٰ کی مزید تائید و توثیق کیلئے
"خاتم النبیین" کے ان معنوں کا بھی ذکر کر دیا جائے جو زمانہ حال کے بعض بزرگ
یا ممتاز علماء نے فرمائے ہیں جو یہ ہیں "نبیوں کا باپ" "نبی بنانیوالی مہر" اور
"نبوت بخش"۔ ا۔ نبیوں کا باپ ہونے کے معنی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص۱۰ پر بیان فرمائے ہیں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں
"حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی
امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے"

یہ معنی کہ آنحضرت نبی بنانیوالی مہر ہیں مولانا محمود الحسن اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہیں جو ان کے حاشیہ ترجمۃ القرآن میں بایں الفاظ موجود ہیں۔

"بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جنکو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے" [۱] ۵۵

مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ:۔ "حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا" [۲] اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ لفظ "خاتم النبیین" میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے باپ ہیں، نبی بنانیوالی مہر ہیں اور نبوت بخش ہیں تو دنیائے اسلام کو جلد یا بدیر یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ ختم نبوت زندہ باد کا عارفانہ رنگ میں نعرہ لگانے کے حقیقی مستحق صرف اور صرف احمدی مسلمان ہی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

" ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈال ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے ...... غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم

---

[۱] ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔ [۲] آفتاب نبوت صد۹۱ ناشر ادارہ عثمانیہ صد۳۲ پرانی انارکلی لاہور

کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں " [1]

" ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اسکا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور انکا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا " [2]

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین

دل سے ہیں خدّام ختم المرسلین

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے

جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا

ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

---

[1] ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۱-۹۲ [2] ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ خدا کا پیارا کلام تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادموں اور عاشقوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ لَا تَفَرَّقُوْا اپنی سوچ اور فکر کو امت میں تفرقہ کیلئے نہیں بلکہ وحدت کیلئے وقف رکھو پھر فرماتا ہے " اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى " عدل و انصاف سے کام لو کیونکہ یہی تقوی کے قریب تر راہ ہے مگر جماعت احمدیہ کو "منکر ختم نبوت" ثابت کرتے ہوئے یہاں تک کیا گیا ہے کہ جنوری ۱۹۷۱ء میں جبکہ پاکستان کے انتخابات میں عوامی لیگ جیت گئی اور ڈھاکہ میں پاکستان اسمبلی کا اجلاس متوقع تھا ہمارے محترم کرم فرماؤں نے ملتان کی ایک مجلس کی طرف سے ایک انگریزی کتابچہ شائع کرایا جس کا عنوان تھا - "AN APPEAL TO THE MEMBERS OF NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN" اس کتابچہ کے دیباچہ میں شیخ مجیب الرحمن اور عوامی لیگ کے دوسرے ممبروں کو یہ تاثر دیا گیا کہ قادیانی مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر ملک کا مستقبل وابستہ ہے اسی لئے علامہ اقبال نے اس پر شروع ہی سے قلم اٹھایا نیز قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلا جس سیاستدان نے ماحول کی نزاکت کو محسوس کیا وہ رہنما سید شہید سہروردی ہی تھے اس تمہید کے بعد یہ واضح کرنے کیلئے کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے بعض آیات اور احادیث درج کرنے کے بعد ڈاکٹر سر محمد اقبال کیطرف دو شعر منسوب کئے گئے - حالانکہ دونوں شعر علامہ کے نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ ہیں جو یہ ہیں :-

۳۔ بعثت او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

۴۔ ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(ترجمہ) آنحضرت ہی خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور ہر نبوت آپ پر ختم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اس لئے ہر پیغمبر بھی ختم ہو گیا۔ رسالہ میں کی گئی اس کارروائی سے دو باتیں بالکل بے نقاب ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ احمدیت پر انکار ختم نبوت کا الزام تھوپنے کیلئے کسی بھی غیر اسلامی حربہ سے دریغ نہیں کیا جاتا دوسرے یہ کہ جس شخصیت کے قلم مبارک سے یہ اشعار نکلے ہیں اُس پر اور اُس کے متبعین پر ختم نبوت سے انکار کا الزام صریح افترا اور بہتان عظیم ہے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار غلطی سے علامہ اقبال کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں مگر ایسا ہرگز نہیں یہ حرکت جانتے بوجھتے کی گئی ہے جس کا دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ اس انگریزی عرضداشت کا ترجمہ بعینہٖ انہی دنوں ملتان کی اسی مجلس نے شائع کیا لیکن چونکہ مغربی پاکستان کے اردو دان طبقے اور عوام علامہ اقبال کے کلام سے واقف تھے اس لئے اردو ایڈیشن سے نہ صرف یہ اشعار حذف کر دیئے گئے بلکہ اس سے متعلق مکمل پیراگراف ہی عنوان کے غائب کر دیا گیا۔

آیت وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کی تفسیر

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت

کئی بطن رکھتی ہے اور ہر بطن کا دامن بے شمار حقائق و معارف سے لبریز ہے اس نقطۂ معرفت کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں متعدد سوالات اٹھائے جاتے ہیں مثلاً یہ خیال عام ہے کہ آیت " وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ " (البقرہ) کے صرف یہ معنی ہیں کہ متقی آخرت کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور آخرۃ کا ترجمہ "کہ آئندہ آنیوالی موعود باتوں یا وحی پر یقین حاصل ہے" قرآن مجید میں کھلی تحریف ہے حالانکہ اوّل تو قرآن مجید میں "آخرت" کا لفظ دوسرے معانی کیلئے بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۰۵ میں " وَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ " حضرت ابن عباس نے "وَعْدُ الْآخِرَةِ " عیسیٰ ابن مریم کو قرار دیا ہے[1] اسی طرح سورۃ ضحیٰ میں آنحضرت صلعم کو خطاب ہے کہ " وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ " علمائے سلف و خلف نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے "پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے" (حضرت شاہ رفیع الدین) "یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے (سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب) دوسرے قدیم مفسر حضرت قتادہ جیسے نہایت بلند پایہ بزرگ "یومنون بالغیب" کی تفسیر میں فرماتے ہیں " وصدقوا بموعود اللّٰہ الذی وعد فی ھذا القرآن "[2] یعنی متقی وہ ہیں جو اللہ

---

[1] درّ منثور للسیوطیؒ جلد ۴ صفحہ ۲۰۱ [2] درّ منثور للسیوطیؒ جلد ۱ صفحہ ۲۵

سکے اس موعود کی تصدیق کرتے ہیں جس کا وعدہ قرآن میں موجود ہے۔ اس
آیت سے آگے ہی وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کے الفاظ ہیں لہذا سیاق
عبارت کی رو سے موعود باتیں مراد لینا بالکل درست ہے۔ تفسیر سے
آنحضرتؐ سے بِالْآخِرَةِ کی تفسیر وحی الآخرۃ ثابت ہے چنانچہ خادم
رسولؐ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ " قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... اَعْجَبُ النَّاسِ اِيْمَانًا قَوْمٌ
يَجِيْئُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يَجِدُوْنَ كِتَابًا مِنَ الْوَحْيِ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَيَتَّبِعُوْنَهٗ " آنحضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا .... تمام لوگوں
میں ایمان کے اعتبار سے وہ قوم سب سے عجیب ہوگی جو تمہارے بعد
آئیگی وہ لوگ وحی سے کتاب (قرآن) کو پائیں گے اور اسی وحی سے اس پر
ایمان لائیں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ آنحضرتؐ کی اس پُرمعارف
تفسیر کا ماخذ اور سرمایہ یہی آیت " وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ "
ہو سکتی ہے۔ لہذا اسے تحریف قرآن کا نام دینا ایک ایسی ناپاک جسارت
ہے جس کی توقع کسی عاشق رسولؐ سے نہیں ہو سکتی۔

استہزاء کا پانچواں طریق

استہزاء کا پانچواں طریق وہ متضاد اعتراضات ہیں جن کا دامن ۱۸۹۱ء
سے ۱۹۰۸ء تک پھیلا ہوا ہے اور جو زمانہ کی مصلحتوں کے مطابق نئی نئی صورت

---

[۱] در منثور للسیوطیؒ جلد ۱ صـ۲۶

بگڑتے اور بدلتے چلے جاتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں متضاد اعتراضات کی صرف تین مثالوں پر اکتفا کروں گا۔

پہلی مثال۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ابتداء ہی سے تنہائی کو پسند فرماتے تھے اور اپنی درویشانہ طبیعت اور عجز و انکسار کے باعث کبھی ایک لحظہ کیلئے نہیں چاہتے تھے کہ دربار شہرت کی کرسی پر بیٹھیں فرمایا کرتے تھے "اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں"[1] مسجد میں بیٹھ کر عبادت کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک رہنا آپ کا سب سے محبوب کام تھا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ آپ نے کم از کم دس ہزار مرتبہ قرآن شریف پڑھا ہوگا اس زمانہ کا نقشہ آپ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے "المسجد مکانی والصالحون اخوانی وذکر اللہ مالی وخلق اللہ عیالی"[2] یعنی مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یاد الٰہی میری دولت اور مخلوق خدا میرا خاندان ہے۔ انہیں ابتدائی ایام میں آپکو اپنے والد محترم کے حکم پر بامر مجبوری سیالکوٹ کچہری میں ملازم رہنا پڑا مگر قادیان میں واپسی کے بعد جب انہیں دوبارہ اپنے والد کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ وہاں بعض انگریز افسروں سے کہا کہ ملازمت کا انتظام کرا سکتے ہیں تو آپ نے جواب دیا "جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم

---

[1] ملفوظات جلد دوم صفحہ [2] سیرت مسیح موعود جلد اول صفحہ ۳۸۶ (از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رض)

ہو اور اپنے ربّ العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی ملازمت کی کیا پرواہ ہے"۔[1] یہ وہ احوال تھا جس میں آپ پر ربّ ذوالعرش کی طرف سے ۱۸۹۰ء کے آخر میں الہام ہوا کہ:۔ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔[2] اس خدائی فرمان پر اگرچہ آپکو از حد تشویش اور فکر دامن گیر ہوئی مگر آپ شدید الاقتدار کے اس حکم کو رد بھی کیسے کر سکتے تھے آپ نے انگریزی حکومت اور عامۃ المسلمین کی شدید مزاحمت کے خوف کے باوجود بلا خوف یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی موعود مسیح و مہدی ہوں اس آواز کے بلند ہوتے ہی آپ کیخلاف طوفانِ مخالفت اٹھ کھڑا ہوا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے متحدہ ہندوستان کے علماء کے فتاوی تکفیر جمع کر کے اور انکو بڑے سائز کے ۲۰۰ صفحات پر شائع کر کے حکومت اور پبلک میں ایک آگ بھڑکا دی پادری عماد الدین نے "توزین الاقوال" میں آپ پر بغاوت کا الزام لگایا جس پر انگریزوں کے نیم سرکاری اور سیاسی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور (۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۴ء صـ۳ کالم تین) نے ایک اشتعال انگیز اداریہ لکھا

"ایک خطرناک مذہبی جنونی"[3]

"پنجاب میں ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ ہمارا خیال ہے اب وہ ضلع

---

[1] تذکرۃ المہدی" حصہ دوم صـ۲۱ (از حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ) ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۱ء

[2] ازالہ اوہام صـ۵۶۱-۵۶۲

[3] نوٹ :۔ اس کا مکمل انگریزی متن آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

گورداسپور میں ہے وہ اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے اور مسیح بھی .... اس قسم کا وہمی اور مذہبی جنونی بلاشک پولیس کی نگرانی میں ہے جب کبھی وہ باہر تبلیغ کرتا ہے امن عامہ میں بڑے فسادات کا فوری خطرہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے ماننے والے بے شمار ہیں اور وہ مذہبی جنون میں اس سے کچھ ہی کم ہیں۔ اس قسم کے شخص کے بے معنی تصورات سے کسی سیاسی خطرہ کا اندیشہ تو نہیں ہو سکتا لیکن اس کی دیوانگی میں بھی ایک ڈھنگ ہے اس کی ادبی قابلیت مسلمہ ہے اس کی تصنیفات بہت ہیں اور عالمانہ ہیں۔ وہ تمام عناصر موجود ہیں جنکی ترکیب سے ایک خطرناک مرکز بنا کرتا ہے ....

....

.... اس کی باتوں میں ایک دبی ہوئی وحشت ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امکانی طور پر وہ ایک خطرناک بلا ہے اور جیسے اس کے سب مداح سمجھتے ہیں وہ صرف ایک سادہ آدمی نہیں ہے ممکن ہے اس کے مداحوں کو اس کا کچھ مطلب معلوم ہو (خصوصاً موجودہ سرسری بحث کے بعد) اور ہمیں اپنی ذاتی رائے سے قائل کر سکیں۔

قادیان کا مولوی سالہا سال ہمارے زیر نظر رہا ہے اور ہم اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر جو ہمیں اسکی ذات اور اسکے کام کے متعلق حاصل ہیں مندرجہ بالا رائے کی پوری طرح تائید کرتے ہیں ہمارے نزدیک وہ طاقت پکڑ

رہائت اور نشانیاں مستقبل قریب میں ہم پر یہ فرض عائد ہو جائیگا کہ ہم
اس کی طرف زیادہ تفصیل سے توجہ دیں۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے
ہوئے مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی حکومت کو انتباہ کرنا شروع کیا کہ گورنمنٹ
کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پُر حذر رہنا ضروری ہے ورنہ
اس کا دُنیا کو مہدی سے اسقدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی
سے نہیں پہنچا"۔ [1] اس تحریر کے کچھ عرصہ بعد انگریزی حکومت کی
طرف سے مولوی محمد حسین بٹالوی کو چار مربعہ زمین سے نوازا گیا جس کا اعتراف
انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ جلد ۱۹ نمبر ا صـ میں فرمایا ۔ بہرحال
حضور کے خلاف جب یہ پروپیگنڈا بڑھ گیا تو پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ
السلام نے رسالہ "اشاعت السنہ" جلد ۶ عـ ۴ ۱۸۸۴ء سے مولوی صاحب
موصوف کی تحریر کا وہ اقتباس شائع کیا جس میں انہوں نے حضور کے
آباؤ اجداد کی خدمات کا تذکرہ کر کے انگریزی حکام کی سندات کی نقول درج
کی تھیں ازاں بعد آپنے باقاعدہ اشتہار میں اس الزام کی تردید فرمائی
مگر اس کے باوجود حکومت کا رویّہ پہلے سے بھی سخت ہو گیا اور مذہبی
راہنماؤں نے بھی انگریزی حکومت کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔
چنانچہ قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے "کلمہ رحمانی" صـ ۲۴
میں انگریزی حکومت کو اشتعال دلایا کہ مرزا صاحب درپردہ ایک لاکھ

---

[1] رسالہ "اشاعت السنہ" جلد ۱۶ صـ ۱۶۸ اشاعت ۱۴ جمادی ۱۳۱۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء

کی فوج تیار کر کے انگریزی حکومت کو تباہ کرنے کے منصوبے تیار کر رہے ہیں۔ جیسیں ضلع جہلم کے ایک مشہور عالم دین نے "تازیانہ عبرت" میں لکھا کہ گورنمنٹ کو اپنی وفادار مسلمان رعایا پر اطمینان ہے اور گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے کہ مرزا جی جیسے مہدی و مسیح بننے والے ہی کوئی نہ کوئی آفت سلطنت میں برپا کیا کرتے ہیں ..... لیکن مرزا جی نے تو مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ مہدی و مسیح کا یہی زمانہ ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں وہ مہدی و مسیح بیٹھا ہوا ہے وہ کسر صلیب کیلئے مبعوث ہوا ہے تاکہ عیسویت کو محو کر کے اسلام کو روشن کرے اور یہ بھی برملا کہتا ہے کہ خدا نے اسکو بتا دیا ہے کہ سلطنت بھی اسکو ملنے والی ہے .... اب خیال فرمایئے کہ یہ خیال کہاں تک خوفناک خیال ہے جبکہ مرزا جی نے یہ الہام ظاہر کر کے پیش گوئی کر دی ہے کہ بادشاہ آپکے حلقہ بگوش ہوں گے اور بادشاہت مرزائیوں کو ملے گی۔ کیا عجب کہ ایک زمانہ میں مرزائیوں کو اسکی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کیلئے اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں ...... یہ جوش آ جائے کہ اس پیشگوئی کو پورا کیا جائے اور وہ کوئی فتنہ و بغاوت برپا کریں گورنمنٹ کو ایسے اشخاص کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔[1]

یہ پروپیگنڈا برسوں تک جاری رہا مگر آل انڈیا نیشنل کانگرس کے

---

[1] "تازیانہ عبرت" صفحہ ۹ از مولوی کرم دین صاحب بھیں ضلع جہلم (مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور)

دسمبر ۱۹۲۹ء کے اجلاس لاہور کے بعد یہ خیال زور پکڑ گیا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ انگریز کے باغی نہیں بلکہ معاذ اللہ ایجنٹ تھے جسطرح پہلے مدعیانِ نبوت کاذبہ حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اور انکی جماعت کا نام ونشان تک باقی نہ رہا آپکی تباہی بھی یقینی تھی مگر انگریز نے اسقدر مال وزر سے مدد کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قدم نہایت آسانی سے جم گئے ''۔[1]

۱۹۲۹ء سے قبل الزام بغاوت کو مستند سمجھا جاتا تھا مگر اس کے بعد اس خیال کو عملاً "وحی" کا سا درجہ دے دیا گیا حالانکہ یہ نظریہ دراصل انگریز کو خدا بنانے کے مترادف ہے۔

وجہ یہ کہ قرآن مجید میں سورۃ الحاقّہ (۴۵-۴۸) میں یہ اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کی رگ جان کٹ جاتی ہے، اس کا سلسلہ برباد ہوجاتا ہے اور اگر ساری دنیا کی حکومتیں بھی مل جائیں تو وہ کسی کاذب مدعی نبوت کو خدا کی سزا سے نہیں بچا سکتیں "فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ" (الحاقہ: ۴۸) بزرگانِ امت میں سے مجدد اسلام حضرت امام ابن قیم نے "زاد المعاد" جلد ۱ میں، حضرت علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر

---

[1] مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کی سوانح "رئیس الاحرار" (مؤلفہ عزیز الرحمان جامعی) میں لکھا ہے کہ: "۱۹۲۹ء کے کانگرس کے اجلاس میں ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو مولانا آزاد کے مشورہ پر آل انڈیا کانگرس کے اسٹیج پر چودھری افضل حق صاحب کی صدارت میں مجلس احرار کا پہلا جلسہ ہوا" صفحہ ۱۴۴ نیز لکھا ہے "مجلس احرار ۱۹۲۹ء میں کانگرس کیمپ لاہور میں بنائی گئی تھی" صفحہ ۱۵۹ نیز "قائد اعظم سے جنرل ضیاء تک" صفحہ ۲۱۹ از عارف بٹالوی صاحب (ناشر الظہیر بک ایجنسی اردو بازار لاہور)

ہیں، علامہ جعفر طبری نے تفسیر "ابن جریر" میں، حضرت مولوی آل حسن صاحب نے "ازالہ اوہام" میں، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے "اظہار حق" میں، امام اہل سنت حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی کے "شرح عقائد" میں اور علامہ حضرت عبد العزیز فرہاروی نے اسکی شرح نبراس میں اس قرآنی اصول کا بطور خاص تذکرہ فرمایا ہے اور دعویٰ ماموریت کے بعد ۲۳ سالہ عمر کو صادق کا پیمانہ تسلیم کیا ہے۔ عہد حاضر کے ممتاز علماء میں سے جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری دیباچہ تفسیر ثنائی ص۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں :-

" نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ واقعات گزشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے " پھر حاشیہ میں فرماتے ہیں " دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو زہر کھائیگا ہلاک ہوگا" (نئے ایڈیشن سے "ثنائی اکادمی لاہور" نے یہ عبارت دیباچہ تفسیر سے حذف فرمادی ہے)

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ پہلے حضرت اقدس کو حکومت کا باغی کہا گیا پھر یہ کہا گیا کہ آپ نعوذ باللہ انگریزی نبی تھے مگر کچھ عرصہ سے پہلے خیال کی بازگشت سنائی دی جانے لگی ہے اور یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ آپ کا مقصد ابتدا ہی سے ربع مسکون پر احمدی حکومت کا قیام تھا چنانچہ

جناب مولانا ابوالقاسم دلاوری فرماتے ہیں " حقیقت یہ ہے کہ .... ترقی کرکے سلطنت پر فائز ہونے کا لائحہ عمل بھی شروع سے ان کے پیش نظر تھا۔ اور انہیں آغازِ کار سے اس مطلب کے الہام بھی ہوا کرتے تھے چنانچہ ...... مرزا صاحب کا پہلا الہام جو ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ہوا یہ تھا کہ " بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ".... اس سے کہ قادیانی صاحب کی ذہنی کیفیت، ان کے خیالات کی بلند پروازی اور انکی اولوالعزمی کا سرورشتہ چلتا ہے اور اس سے یہ بھی متبادر ہوتا ہے کہ قیام سلطنت کے اصل داعی و محرک مرزا صاحب ہی تھے آخر کیوں نہ ہوتا قوم کے مغل تھے اور رگوں میں تیموری خون دوڑ رہا تھا۔ میرے خیال میں مرزا صاحب نے قیام سلطنت کی جن آرزوؤں کو اپنے دل میں پرورش کیا وہ قابل صد ہزار تحسین تھیں " [1] - بہر حال قرآن کے خدائی اصول کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عین اس زمانہ میں جبکہ آپکو انگریزی حکومت کا باغی قرار دیکر تختۂ دار تک پہنچانے یا کم از کم نظر بند کئے جانے کی سازشیں کی جارہی تھیں بار بار یہ پُر شوکت اعلان فرمایا کہ :-

۱- " یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جبتک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اسکی آبپاشی کریگا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دیگا " [2]

---

[1] اخبار "آزاد" لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۵۰ء [2] انجام آتھم صفحہ ۶۴

۲۔ "میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے"[۱]

۳۔ "صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہیں کا ہوتا ہے خدا اپنی تجلیات کے ساتھ ان کے دلوں پر نزول کرتا ہے۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے"[۲]

۴۔ "میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں اے نادانوں اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلّت کیساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دیگا کبھی نہیں ضائع کریگا دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا"[۳]

---

[۱] ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹ [۲] اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۷ [۳] انوار الاسلام صفحہ ۲۲

احمدیت کو انگریزی ایجنٹ قرار دینے والے ایک ممتاز لیڈر نے جلسہ سیالکوٹ ۱۹۳۵ء میں یہ پیشگوئی کی "مرزائیت کے مقابلہ کیلئے بہت لوگ اُٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو"[1] یہ دعاوی بے جا نہ تھے بلکہ ایسی شخص کی حکومت انگریز اور کانگرس دونوں اسکی پشت پناہ تھیں۔ اس پیشگوئی کے چار سال بعد ۱۹۳۹ء میں انکے ایک دوسرے ساتھی نے پشاور کانفرنس میں اعلان فرمایا کہ :-

"ہم دس برس کے اندر اندر اس فتنہ کو ختم کر کے چھوڑینگے"[2]

مگر عملاً ہوا یوں کہ ٹھیک دسویں سال خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ربوہ جیسے عالمی مرکز کی بنیاد رکھنے کے بعد اسمیں سب سے پہلا جلسہ کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائی اور پھر اس کی ترقی کا ایک انقلابی اور اعجازی دور شروع ہوا کہ ایک عالم حیرت زدہ رہ گیا چنانچہ فیصل آباد کے اخبار "المنیر" نے ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء صلا میں لکھا "قادیانی جماعت ان تمام مخالفتوں کے علی الرغم بڑھتی چلی گئی اور آج تک مخالفت کے جتنے طوفان اسکے خلاف اُٹھے انکی لہریں تو آہستہ آہستہ دبتی ابھرتی رہیں لیکن یہ پودا پھیلتا چلا گیا" پھر ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء کے پرچہ میں اعتراف کیا کہ "ہمارے واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی

---

[1] "سوانح عطاء اللہ شاہ بخاری" صلا۔ الفخان کابلی مطبوعہ ۱۹۴۰ء

[2] خطبات احرار صلا جلد اول مرتبہ شورش کاشمیری مارچ ۱۹۴۴ء (ناشر مکتبہ احرار لاہور)

جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقوٰی، تعلق باللہ، دیانت، خلوص علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے ...... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے " یہ اضافہ کس صورت میں ہوا ؟ - اس سوال کا جواب اخبار " مشرق " ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۴ء صفحہ ۵ کے الفاظ میں یہ ہے کہ - " ہمنے گذشتہ نصف صدی میں احمدیوں کی مخالفت میں محض جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں اور کانفرنسوں اور تقریروں سے کام لیا لیکن احمدیوں نے خاموشی کے ساتھ پاؤں پھیلائے - اسوقت دنیا کے اکتیس ملکوں میں انہوں نے ۵۰ سے زیادہ احمدیہ مشن قائم کر رکھے ہیں - ان کے زیر اہتمام ۳۴۴ مسجدیں تعمیر ہوئیں - گھانا میں ۱۶۱ - انڈونیشیا میں ۱۰۰ - سیرالیون ۴۰ - نائیجیریا میں ۴۰ اور مشرقی افریقہ میں ۲۰ - برطانیہ امریکہ - جرمنی - ڈنمارک - ہالینڈ وغیرہ میں بھی انکی مساجد موجود ہیں - انگریزی - جرمن اور دوسری زبانوں میں ۱۶ رسالے جاری ہیں اور بانی سلسلہ اور دوسرے نمایاں افراد کی کتابیں بھی مختلف زبانوں میں طبع ہو کر دنیا بھر میں فروخت ہو رہی ہیں چونکہ عامۃ المسلمین نے ایسی کوئی منظم کوشش نہیں کی اس لئے بیرونی دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کی وہی تاویل چالو ہے جو احمدی کرتے ہیں اور بعض افریقی ممالک میں تو احمدیت ہی کو اصل اسلام کا مظہر سمجھا جاتا ہے " یہ ۹ سال قبل کے نامکمل اعداد و شمار ہیں خدا کے فضل سے جماعت کی

مساجد، مشنوں اور لٹریچر میں اس کے بعد بیش بہا اضافہ ہو چکا ہے) مؤرخ پاکستان جناب شیخ محمد اکرم ایم۔ اے نے یہ بھی اعتراف کیا ہے " ہمارے بزرگوں نے عام مسلمانوں کو نظم و نسق، مذہبی جوش اور تبلیغ اسلام میں مرزائیوں کو فوقیت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھائی بلکہ بلبیشتر فتووں اور عام مخالفت سے فتنہ قادیان کا سدباب کرنا چاہا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کسی قوم کے ساتھ بے جا سختی کی جائے تو اس میں ایثار اور قربانی کی خواہش بڑھ جاتی ہے چنانچہ جب کبھی عام مسلمانوں نے قادیانیوں کی مخالفت میں معمولی اخلاق اسلامی تہذیب اور رواداری کو ترک کیا ہے تو انکی مخالفت سے قادیانیوں کو فائدہ ہی پہنچا ہے انکی جماعت میں ایثار و قربانی کی طاقت بڑھ گئی ہے اور ان کے عقائد اور بھی مستحکم ہو گئے ہیں" [1]

خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت نے فیصلہ کر دیا کہ تحریک احمدیت خدائے ذوالعرش کا لگایا ہوا پودا ہے جو پہلے نہایت تیزی سے تناور درخت بنا اب ایک عالمی باغ کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کے پھولوں سے ساری دنیا مہک رہی ہے ؎

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں ۔ لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

پچھلی صدیوں میں برطانوی حکومت کے سیاستدانوں اور مدبروں نے اپنی پارلیمنٹ میں دعویٰ کیا تھا کہ انگریزی مملکت پر سورج کبھی غروب نہیں ہو سکتا مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ جب ۱۹۳۵ء میں برٹش ایمپائر کے بعض

---

[1] موج کوثر صفحہ ۱۹۳ بار دوم ناشر فیروز سنز لاہور

افسروں نے احمدیت سے ٹکر لی تو خدا نے انکی صف لپیٹ دی مگر آج ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچہ ڈنکے کی چوٹ کہہ سکتا ہے کہ احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا نہ کبھی ہو سکتا ہے اور ہر طلوع ہونے والا سورج احمدیت کی ترقی اور عروج کا پیغام ہی لیکر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جسکی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہے بشر سے کیا یہ مکاروں کا کار

دوسری مثال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور شعر یہ ہے ؎

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جُدا شد کز میاں افتاد میم (توضیح مرام)

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے اسطرح الگ ہو گیا کہ میم درمیان سے گر گیا۔ (مطلب یہ کہ آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اس لئے جس طرح اللہ تعالیٰ خالق ہوتے ہیں شانِ احدیت کا حامل ہے اسی طرح آنحضرتؐ تمام مخلوق میں احد ہیں)
اس شعر کو جو عشقِ مصطفیٰ سے معطر ہے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی کتاب "علمِ کلام مرزا" صـ۱۴۴ میں "مشرکانہ تعلیم" قرار دیا مگر زمانہ کی نیرنگیاں ملاحظہ ہوں کہ خدا کا وہ پاک اور برگزیدہ بندہ جس کو کبھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو کرنیوالا اور مشرک بتایا جاتا تھا اب انہی کو "گستاخ رسول" کہا جاتا ہے ۔

تیسری مثال ۔ پاکستان میں ایک عرصہ تک پوری بلند آہنگی سے یہ آواز بلند کی جاتی رہی کہ :۔

" مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی دلیل یہ ہے کہ مرزائیوں نے اپنے آپکو کبھی مسلمان نہیں کہلایا وہ خود اپنے آپکو احمدی کہلاتے ہیں " [1]

مگر اب "دینی عمائدین" کا ارشاد ہے کہ ۔

" ہم ان کو احمدی تسلیم نہیں کرتے احمدی تو ہم ہیں " [2]

ہماری تو دعا ہے کہ خدا کرے دنیا کا ہر فرد احمدی مسلمان کہلانے لگے تا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ الہام ہمیشہ ایک نئی شان سے جلوہ گر ہوتا رہے کہ " آں سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آنیوالا ہے کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں متحد ہو جائیگی اسوقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا " [3]

---

[1] اخبار " آزاد " ۱۳ر جولائی ۱۹۵۲ء صلہ

[2] سوانح " مولانا مفتی محمود " صلہ مؤلف نعیم آسی ناشر مسلم اکادمی زیر اوپر سیالکوٹ اکتوبر ۱۹۸۳ء [3] اردو ترجمہ "مبدء و معاد" صفحہ ۲۰۵ ناشر ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی [illegible]

استہزاء کا چھٹا اور آخری طریق

عقائد احدیت سے استہزاء کا چھٹا اور آخری طریق دینی حقائق سے وہ کھلم کھلا تمسخر اور مذاق ہے جس کے چار عناصر ہیں۔

۱۔ اشتعال انگیزی ۲۔ مغالطہ آفرینی ۳۔ پھکڑ بازی ۴۔ گالیاں

بطور نمونہ ان میں ہر ایک جزء کے بعض اعتراضات کا اسلامی لٹریچر کی روشنی میں تحلیل و تجزیہ کیا جاتا ہے جس سے یہ نہایت دردناک حقیقت بھی نمایاں ہوگی کہ استہزاء کے اس طریق سے سب سے زیادہ اسلامی روایات کو مجروح کیا گیا ہے دوسرے الفاظ میں بظاہر سب اعتراضات تحریک احمدیت پر ہیں مگر حملہ بالواسطہ طور پر امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ لٹریچر پر ہے۔

اشتعال انگیزی۔ متکلمینِ اسلام نے دشمنانِ دین کے مسلمات کی بناء پر الزامی جواب دینے کو خاص اہمیت دی ہے اور اس بارے میں تاریخ کے کئی واقعات محفوظ کئے ہیں۔ مجدد اہل حدیث نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی نے "تفسیر ترجمان القرآن" جلد ۱ صفحہ ۳۴ مطبوعہ ۱۳۰۴ھ میں لکھا ہے کہ "ایک بار ایلچی روم پاس بادشاہ انگلستان کے گیا تھا اس مجلس میں ایک عیسائی نے اس کو مسلمان دیکھ کر یہ طعن کیا کہ تم کو کچھ خبر ہے کہ تمہارے پیغمبر کی بی بی پہ کیا کیا تھا اس نے جواب دیا مجھ کو یہ خبر

ہے کہ اسطرح کی دو بیبیاں تھیں جن پر تہمت زناء کی لگائی مگر اتنا فرق ہوا کہ ایک بی بی پر فقط اتہام ہوا دوسری بی بی ایک بچہ بھی جنی لائیں وہ نصرانی مبہوت ہو کر رہ گیا" حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ " ایک دفعہ ایک پادری صاحب شاہ صاحب کی خدمت میں آئے اور سوال کیا کہ کیا آپ کے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ کہنے لگا تو پھر انہوں نے بوقت قتلِ امام حسین فریاد نہ کی، یا یہ فریاد سنی نہ گئی؟ شاہ صاحب نے کہا کہ نبی صاحب نے فریاد تو کی لیکن انہیں جواب آیا کہ تمہارے نواسے کو قوم نے ظلم سے شہید کیا ہے لیکن ہمیں اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھنا یاد آرہا ہے "[۱] الزامی جواب کا یہی حربہ ہے جو آنحضرت ؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انیسویں صدی کے بدزبان پادریوں کے آنحضور ؐ پر شرمناک حملوں کے جواب میں استعمال کر کے اُن کو دم بخود کر دیا مگر معترضین اصحاب اسکو " توہین عیسیٰ " کا نام دیتے ہیں حالانکہ حضور کی کتابوں میں بار بار یہ وضاحت موجود ہے کہ :۔

" ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت .... جو کچھ نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے (چشمہ مسیحی حاشیہ ۱۸ ج)

۲۔ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ العزیز اپنی کتاب " نور الہدیٰ " کے دسویں باب میں فقر کی آخری منزل کے اولیاء پر بات

---

[۱] " رود کوثر " از شیخ محمد اکرام ایم اے صفحہ ۵۹۵-۵۹۶ ناشر فیروز سنز لاہور

پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"مشقِ وجودیہ کی پاکی اور برکت سے مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نوری طفل معصوم کی شکل میں حاضر ہو جاتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ لطف، شفقت اور مرحمت سے اس نوری بچے کو اپنے اہلِ بیت پاک میں جناب امہات المؤمنین حضور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جاتے ہیں وہاں ہر ایک ام المومنین اسے اپنا فرزند کہتی ہیں اور اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں اور وہ فقیر شرف اہلبیت خاص ہو جاتا ہے اور اسکا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزند نوری ہو جاتا ہے"

پھر اپنے روحانی مشاہدہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ :۔ "حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کو باطن میں اپنے حرم محترم کے اندر کمال شفقت اور مرحمت سے لے گئے اور حضرت امہات المومنین حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن نے اس فقیر کو دودھ پلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنینؓ نے مجھے اپنے نوری حضوری فرزند کے خطاب سے سرفراز فرمایا" [1]

غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت شاہ محمد آفاق، حضرت شاہ نورالدھر اور حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمہم اللہ جیسے اکابر

---

[1] حق نمائے اردو ترجمہ نورالہدیٰ ص ۲۲۴-۲۲۵ طبع پنجم مقام اشاعت کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان ۔

بزرگوں کی سوانح اور حالات سے ثابت ہے کہ انہیں بھی اہل فقر کا یہ حضوری اعزاز عطا ہوا[۱] اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کو بھی ایک کشف میں پنجتن پاک کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت علیؓ سے آپکو تفسیر عطا ہوئی جو آپکے عاشقِ رسول اور اہل فقر میں سے ہونے کی ناقابل تردید آسمانی شہادت ہے مگر افسوس معرفت و حقیقت کے اس کوچہ سے بے خبر اور نا آشنا اذہان و قلوب کو اس ذریعہ سے بھی مشتعل کیا جاتا ہے ۔

مغالطہ آفرینی ۔ قرآن عظیم میں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ[۲] اور حضرت عیسیٰ کے حواریوں[۳] بلکہ شہد کی مکھی پر[۴] بھی وحی کا ذکر ملتا ہے اور مسلم، ابن ماجہ اور ترمذی کی متعدد احادیث میں مسیح محمدی پر وحی کے اترنے کی واضح پیشگوئی موجود ہے ۔ اسی طرح فرقہ امامیہ کے بزرگوں سے بھی مروی ہے کہ مہدی موعود پر وحی ہوگی اور آپ اللہ کے امر سے اس وحی پر عمل کریں گے[۶]

---

[۱] ملاحظہ ہو "قلائد الجواہر" مطبوعہ مصر صفحہ ... مشائخ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ ۔ "گلدستہ کرامات" صفحہ ... ترجمہ کتاب "مناقب غوثیہ" از حضرت شیخ محمد صادق شیبانی مطبوعہ مصر ۔ "ارشاد رحمانی" صفحہ ۵۲ مع حاشیہ از مولوی محمد علی صاحب مونگیری ۔ "صراط مستقیم" صفحہ ۳۹ از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید

[۲] طٰہٰ : ۳۹ [۳] القصص : ۸ [۴] المائدہ : ۱۱۲

[۵] النحل : ۶۹ [۶] ترجمہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۲

مگر اب یہ نظریہ ایجاد و اختراع کیا گیا ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ بالاتفاق فیصلہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد جبرائیل امین کسی کیلئے وحی لیکر نازل نہیں ہونگے[۱]

۲۔ گزشتہ اہلِ کشف بزرگ جنمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت معین الدین چشتی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں یہ قطعی مسلک رکھتے تھے کہ قرآنی آیات بھی قلوب اولیاء پر نازل ہوتی ہیں[۲] اور حضرت معین الدین چشتی تو اپنے دیوان میں یہاں تک فرماتے ہیں کہ تم خود اپنے وجود پر "دنیٰ فتدلیٰ" کا صعود دیکھ سکتے ہو[۳] یہی نہیں حضرت سید عبد القادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مولوی عبد اللہ غزنوی اور حضرت امیر الطما نیزئی (پیر کوٹھا شریف) پر قرآنی آیات نازل ہوئیں جنکا مفصل تذکرہ اسلامی لٹریچر میں پایا جاتا ہے[۴] ان الہامات میں ایسی آیات بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے مخصوص سمجھی جاتی ہیں مثلاً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ قل انّما انا بشر مثلکم۔ یایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین

ان حقائق کے باوجود یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ قرآنی آیات کے الفاظ میں الہام پر مہر لگ چکی ہے۔

۳۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کے

---

[۱] مرزائیت اور اسلام صفحہ ۴۵ از مولانا احسان الٰہی ظہیر [۲] فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ (باب ۱۵۹)

[۳] دیوان معین الدین چشتی صفحہ ۵۸ [۴] فتوح الغیب (امام ربانی صفحہ ۱۳۶ سید عبد القادر جیلانی) مقالہ ۲۸ صفحہ ۲۸ مقالہ ۲۲ سوانح عمری مولوی عبد اللہ الغزنوی "مسلک سیر فی نظم الی بہر" صفحہ ۳۳ از ملا صفی اللہ مطبع فاروقی دہلی ۱۹۵۵ء

لئے چاند سورج گرہن کے جس آفاقی نشان کی خبر دی تھی وہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں نہایت آب و تاب سے ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "نور الحق" میں انعامی چیلنج دیا کہ یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ آپ سے پہلے کسی شخص نے دعویٰ کیا ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانے میں رمضان میں چاند اور سورج کا ان مقررہ تاریخوں میں کسوف خسوف ہوا ہو۔ اس چیلنج پر کتاب "رئیس قادیان" میں چار اعتراضات کئے گئے۔

● ۔ اوّل یہ کہ حضرت مہدی موعود کے زمانہ کا گرہن قانون فطرت اور قاعدہ نجوم کے خلاف لگے گا۔ جیسا کہ صاحبزادہ رسولِ عربی حضرت ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن ۱۰ تاریخ کو لگا تھا حالانکہ مقررہ تاریخیں گرہن کی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ ہیں۔ ● ۔ دوم آپکے زمانہ میں ہی مہدی سوڈانی موجود تھا مگر اس نے اسکو اپنی مہدیت کیلئے صرف اس لئے بطور نشان پیش نہیں کیا کہ وہ مرزا صاحب کی طرح پبلسٹی کا خوگر نہ تھا ● ۔ مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں دعویٰ مہدیت کیا اس کے ساتویں سال رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ میں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا ● ۔ چہارم۔ باب کے دونوں جانشین صبح ازل اور بہاء اللہ بھی مہدیت کے مدعی تھے پس یہ اجتماع کسوفین صداقت کا کوئی نشان نہیں[۱]

یہ چاروں اعتراضات دراصل مغالطہ انگیزی کا بدترین نمونہ ہیں اس لئے کہ

[۱] مؤلفہ مولانا ابو القاسم دلاوری صاحب۔ [۲] رئیس قادیان صفحہ ۱۹۹–۲۰۰ جلد ۲ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

۱۔ ماہرینِ فلکیات کی تحقیق کے مطابق حضرت ابراہیم کی وفات کے موقعہ پر سورج گرہن قاعدہ نجوم کے عین مطابق ۲۹ رشوال سنہ۱۰ھ کو ہوا۔ انڈین کرونالوجی اور انڈین ایفی مرس (کننگھم) اور انڈین کیلنڈر۔ رابرٹ سیول نے بھی تاریخ اس گرہن کی تسلیم کی ہے [1]

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد کا گرہن ۱۸۹۴ء میں ہوا مگر مہدی سوڈانی اس سے ۹ سال قبل ۱۸۸۵ء میں انتقال کر چکے تھے [2]

۳۔ خدائی وعید کے مطابق ایران کا مدعی مہدویت علی محمد باب جولائی ۱۸۵۰ء میں مارا گیا اور مجوزہ گرہن اس کے بعد جولائی ۱۸۹۱ء میں ہوا۔

۴۔ بہاء اللہ کی وفات ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء کو ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کے گرہن کا آسمانی نشان ۱۸۹۴ء میں رونما ہوا لہٰذا جس زاویہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے یہ چاروں اعتراضات قطعی طور پر بے بنیاد ہیں اس گرہن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔

جھگڑ بازی ۔ سورۃ نور میں اشاعت فحش کو سنگین جرم قرار دیا گیا ہے مگر دُکھ بھرے دل سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ احمدی معتقدات پر اعتراضات میں جھگڑ بازی کو عملاً خطابت کا جزو اعظم بلکہ نقطۂ کمال سمجھا جانے لگا ہے جس کے بہت سے نظائر پیش کئے جا سکتے ہیں مگر صرف چند اشارات پر اکتفا

---

[1] "رحمۃ للعالمین" جلد ۲ صفحہ ۹۶ از قاضی محمد سلیمان منصورپوری

[2] "المنجد فی اللغۃ والاعلام" صفحہ ۹۰

کیا جائیگا۔

۱۔ تیرھویں صدی ہجری کے صوفیا میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رح کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آپکے ملفوظات "مرآۃ العاشقین" صلا۲ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک پنجابی شعر پڑھا جس میں مرزا کا لفظ تھا عرض کیا گیا "مرزا سے کیا مراد ہے" فرمایا "رسول خدا" ایک ایسا پیارا لفظ جسکی نسبت پچھلی صدی کے صوفیا نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اسے بھی احمدیت سے دشمنی کے باعث تختۂ مشق بنایا جاتا ہے

۲۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئی متعلقہ "محمدی بیگم" ایک جلالی اور جمالی نشان صداقت ہے جو اپنی شرائط کے ساتھ اس شان سے پورا ہوا کہ محمدی بیگم صاحبہ کی سگی والدہ، اسکی ہمشیرگان اسکا بھائی اور اس کا حقیقی بیٹا نیز اس کے خاندان کے دوسرے بہت سے افراد شامل احمدیت ہو گئے مگر اس پر بھی افسوسناک انداز میں اعتراض کیا جاتا ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

۳۔ مخلص اور دیندار مسلمان ملازمہ بھانو کا لحاف کے اوپر سے دبانے کا ایک معمولی واقعہ سیرت المہدی جلد سوم صلا۲ پر لکھا ہے جو صرف اس بڑھیا کی سادگی کا عکاس ہے جس پر قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی رُو سے ہرگز کوئی تنقید نہیں کی جا سکتی۔

۴۔ ظل و بروز کی اصطلاح صدیوں سے صوفیائے عظام میں رائج ہے چنانچہ حضرت حکیم الملت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے اپنی کتاب

" التفہیمات الالٰہیہ " جلد ۱ صفحہ ۲۵۹-۲۶۱ میں حضرت شاہ اسماعیل شہید نے منصب امامت صفحہ ۱۰۷ میں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" صفحہ ۳۳ پر، مولانا محمد حسن صاحب امروہی نے " التاویل المحکم فی متشابہ فصوص الحکم " صفحہ ۳۲-۳۳-۳۴ میں اور حضرت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں شریف نے "اشارات فریدی" جلد ۲ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲ میں یہ اصطلاح اولیاء دوسرے انبیاء بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی استعمال فرمائی ہے مگر یہ تصور کرکے روح کانپ اٹھتی ہے کہ جوش خطابت میں یہاں تک کہہ دیا گیا " ہم کسی بات کو نہیں مانتے ہم بروزی اور ظلی کی بکواس بھی سننا پسند نہیں کرتے اس قسم کی بکواس بند کردو "[1] ایک شعلہ نوا شاعر کی گوہر افشانی ملاحظہ ہو

نہیں قائل ہوا میں آجتک انکی شریعت کا
خدا جن کا بروزی ہے نبی جنکا بروزی ہے[2]

۵۔ اللہ جل شانہٗ نے زبانوں کے اختلاف کو بھی قرآن مجید (سورۃ روم: ۲۳) میں اپنی علیم و خبیر ہستی کا عظیم نشان قرار دیا ہے اور اس طرح علم الالسنہ کی تحقیقات کا ایک وسیع دروازہ کھولا ہے لہذا ایک محقق و فاضل کا اصل کام یہ ہے کہ وہ ان کے لفظی، صوری اور معنوی تفاوت کا فلسفہ اور حکمت اور ان کے باہمی ربط میں وغیرہ پر گہرا غور و فکر کرتے تا آنکہ ایک

---

[1] خطبات امیر شریعت صفحہ ۱۴۵ (از جانباز مرزا) ناشر مکتبہ تبصرہ لاہور
[2] چمنستان (مولانا ظفر علی خان) صفحہ ۵۵ ناشر مکتبہ کاروان کچہری روڈ۔ لاہور

طرف خدا تعالیٰ کے غیر محدود علم کی طرف توجہ پیدا ہو اور دوسری طرف زبانوں کے اصل سرچشمہ یعنی عربی زبان سے عاشقانہ تعلق بڑھے لہذا اختلاف الالسنہ کو تمسخر اور مذاق کا موجب بنانا کسی عارف کا کام نہیں ہو سکتا مثلاً قرآن مجید میں انسان کو قتوراً (کنجوس) کہا گیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے ارض القرآن میں تحقیق کی ہے کہ یہی نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک حرم محترم کا تھا جس کے معنی عبرانی میں معطر کے ہیں۔ حضرت علامہ قسطلانی نے آنحضرت کے جو غیر عربی نام "مواہب اللدنیہ" جلد ا صفحہ ۱۳۵-۲۲۷ میں لکھے ہیں ان میں "المنحنا" "ماذ ماذ" بھی بتایا ہے۔ مصری فاضل مؤرخ علامہ الحاج کرارہ کی تصنیف "تاریخ حرمین شریفین" میں لکھا ہے کہ مدینہ کا ایک نام "تندو تندا" بھی ہے۔ مشہور اہل قلم مولانا محمد عبداللہ صاحب منہاس کی تحقیق یہ ہے کہ چینی زبان میں قرآن کو "نان چین" آیت کو "چان" رکوع کو "چیے" اسلام کو "ہوئے چاؤ" مسلمان کو "چھنیجے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "چوئی سمی تزائے نخازان" خدا کو "تھنشان" فرشتہ کو "ہوسو" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خوہو" کہتے ہیں [1] اسی طرح پاکستان کے ایک سکالر جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے اپنی کتاب "ایک اسلام" صفحہ ۲۲۳-۲۲۴ میں ہندوؤں کی کتاب کلنکی پران کے بارھویں باب سے آنحضرتؐ کے ظہور قدسی کی بشارات لکھی

[1] "پیام امین" صفحہ ۵۱-۵۲ طبع دوم مصنفہ محمد عبداللہ منہاس ناشر دی سٹینڈرڈ ایجنسی ایجرٹن روڈ امرتسر فروری ۱۹۳۹ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

ہیں اور بتایا ہے کہ اس باب میں "جگت گرو" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "وشنو بھگت" سے مراد حضرت عبداللہؓ، سومتی سے مراد حضرت آمنہ ململ دیپ سے مراد ایشیائے صغیر و عرب اور پرس رام سے مراد جبرائیل ہے ان کے علاوہ مولوی نور احمد صاحب خطیب نے 'مجموعہ وظائف سبحانی' (مطبوعہ کشمیری بازار لاہور) صفحہ ۷۵-۷۶ میں اور جناب درد علی شاہ قلندر قادری سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ جھنیڑ شاہ پھلگراں ضلع راولپنڈی نے "اوراد قادریہ" صفحہ ۸ میں فرشتوں کے ایسے عجیب و غریب نام لکھے ہیں کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ اسی طرح ایک خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی شخص نے جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا اپنا نام ٹیچی بتایا جس کے پنجابی میں معنی مقررہ وقت پر آنیوالے کے اور چینی لغت اور زبان میں علامہ اقبال مند کے ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے" اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَةً فِی الْاَرْضِ عَلٰی اَلْسِنَةِ بَنِی آدَمَ[1] اللہ کے فرشتے جو زمین میں ہیں بنی آدم کی زبانیں بولتے ہیں۔ شہنشاہِ نبوت کے اس حقیقت افروز ارشاد کے باوجود اختلاف السنہ پر سنجیدگی سے ریسرچ کرنے کی بجائے الٹا ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے

۶۔ خدا کے مقبولوں اور محبوبوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف ناموں اور مقاموں سے ضرور نوازا جاتا ہے مگر یہ انعام انتہائی عاجزی اور تذلل و انکساری کے بغیر نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ

[1] " الدیلمی عن انس بحوالہ " الدرر المنتثرہ " للسیوطیؒ صفحہ ۴۶

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ
اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ" [1] جب کوئی بندہ اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے
اللہ اسے ساتویں آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہے پھر تواضع کی تشریح میں فرمایا
لَا یَكْمُلُ اِیْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰى لَا یَكُوْنَ النَّاسُ عِنْدَهُ
كَالْاَبَاعِرِ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى نَفْسِهٖ فَيَرَاهَا اَصْغَرَ صَاغِرًا [2] یعنی کوئی
شخص اسوقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے نزدیک تمام
مخلوق اونٹوں کی مینگنی کے برابر نہ ہو جائے پھر اپنے آپکو بھی وہ سب سے
زیادہ حقیر و ذلیل نہ سمجھے۔

سلسلہ انبیاء میں ہمارے آقا سید الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین
فخر النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب مقدسوں کے سرتاج
تھے آپؐ کے محبوں میں خدا اور دربانوں میں جبرائیل بھی شامل ہیں آپؐ کی
زبان خدا کی قرنا آپ کا دل خدا کا عرش اور آپکی آواز خدا کی آواز ہے
مگر آپ تواضع کے جس انتہائی اور آخری مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ
اس سے لگ سکتا ہے کہ خدا نے صرف آپکو شفیع المذنبین کا منصب عالی
بخشا مگر حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی خدا ہی کے فضل سے جنت میں
جاؤں گا۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے ایک بار مجالس میں بیان کیا کہ:۔

[1] کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵ حدیث ۳ مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ

[2] "عوارف المعارف" از حضرت شہاب الدین سہروردی بحوالہ بلاغ المبین صفحہ ۱۸۵ مؤلفہ
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

"رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر قیامت کے دن حق تعالیٰ مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ کو (معاذ اللہ ناقل) دوزخ میں ڈال دے تو یہ اس کا عدل ہوگا"[1] یہ حدیث نبوی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے اور اس کا متن یہ ہے "لَوْ اَنَّ اللّٰہ یُوَاخِذُنِیْ وَعِیْسٰی بِذُنُوْبِنَا لَعَذَّبَنَا وَلَا یَظْلِمُنَا شَیْئًا"[2] مجدّد اسلام حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الجامع الصغیر" میں مستدرک للحاکم[3] کے حوالہ سے آپکی یہ مسنون دعا درج کی ہے کہ :- "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضعیف فقوّنی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ" اے خدا میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دے میں ذلیل ہوں مجھے عزت دے۔ شاہ لولاک کے اس ارشاد مبارک کے عین مطابق آپؐ کے "احقر الغلمان" بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے اشعار میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور غایت درجہ خاکساری اور فروتنی کا اظہار کیا ہے مگر اُسے اس رنگ میں پیش کیا گیا کہ اخلاق و انسانیت کے چہرے بھی شرم و ندامت سے تربتر ہو گئے۔ حالانکہ یہ عاجزانہ راہیں اس بات پر مجسّم دلیل ہیں کہ آپ نے نوع بشر کی نفرت کو گوارہ کرکے یہ تو منظور کیا کہ آپ کے سینہ کو تیروں سے چھلنی کر دیا جائے مگر اسوۂ محمدیؐ کا ترک کرنا برداشت نہ کر سکے اور پھر خدا کے فضلوں کے منادی بنکر فرمایا :-

---

[1] فوائد الفواد صفحہ ۲۳ شائع کردہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور صفحہ ۲ [2] "الترغیب والترہیب" جلد ۴ صفحہ ۳۸۶ (صحیح ابن حبان) تالیف الحافظ محمد زکی الدین عبدالعظیم (۵۸۱ھ - ۶۵۶ھ) [3] جلد ۱ صفحہ ۵۲۷

؎ کرمکے بودم مرا کردی بشر　　من عجب تر از مسیح بے پدر

میں ایک حقیر کیڑا تھا تو نے مجھے بشر بنا دیا میں بے باپ مسیح سے بھی زیادہ عجیب ہوں۔ نیز سر احمدی کو اتباع رسولؐ کی یہ تلقین فرمائی :۔

؎ اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربِ غیور کو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

۷۔ اسلامی تصوف کی تمام اصطلاحات کا اصل سرچشمہ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید نے سورۃ تحریم کے آخری رکوع میں مومنوں کو مریم سے تشبیہ دی ہے جسکے نتیجہ میں سلوک و جذب کی مختلف منازل کیلئے معنوی حیض دردزہ، حمل اور مریم اور عیسٰی وغیرہ استعارات نے جنم لیا قرآن مجسم سرتاج مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اَلْکِذْبُ حَیْضٌ وَالاِسْتِغْفَارُ طَھَارَۃٌ مِنْہُ [1] جھوٹ حیض ہے اور استغفار اس سے پاک ہونا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اِذَا کَانَ السَّاعَۃُ مِنَ النَّاسِ کَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ

---

[1] "کنوز الحقائق" صفحہ ۲۴۸ زیر لفظ لام
(حضرت امام عبدالرؤف مناویؒ)

لا یُدْرٰی اَھلُہا مِنّی تفجاءھم بولادتِہا لیلاً اَمْ نہاراً[1]

ترجمہ جب وہ گھڑی آجائیگی تو لوگوں کو اُس سے لاعلمی اسی طرح ہوگی جیس طرح وہ حاملہ عورت جس کے دن پورے ہوں نہیں جانتی کہ وضع حمل دن کو ہوگا یا رات کو۔ شبیرِ خدا اسد اللہ الغالب حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "ان مثل مصلی النوافل وعلیہ فریضۃ کمثل حُبلیٰ" جس نمازی نے فریضہ ادا نہیں کیا مگر نوافل پڑھے اسکی مثال حاملہ عورت کی طرح ہے[2] یہ حدیث حضرت سید عبد القادر جیلانی نے فتوح الغیب میں درج فرمائی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ارباب معرفت و طریقت بزرگوں نے یہ استعارات نہ صرف اپنی ذات اور دوسرے اولیاء کیلئے بلکہ اقلیم تصوف کے آفتاب اور سالکوں کے قافلہ سالار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کیلئے بھی استعمال کئے ہیں اور ان میں سے اکثر بزرگ اس شان کے حامل ہیں کہ آجکا بڑے سے بڑا عالم دین ان کا خاکِ پا ہونا اپنا فخر محسوس کرتا ہے۔ مثلاً ۱۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء (فوائد الفواد صہ ۴۷۸ مجموعہ خواجگان چشت صہ ۶۸۵) ۲۔ حضرت خواجہ بندہ نواز ابوالفتح صدر الدین سید محمد الحسینی تذکرہ خواجہ گیسو دراز صہ ۸) ۳۔ حضرت بایزید بسطامیؒ (ظہیر الاصفیاء ترجمہ اردو تذکرۃ الاولیاء صہ ۱۳۷)۔ ۴۔ حضرت شیخ احمد معشوق (تذکرۃ اولیائے ہند و پاکستان صہ ۴۸ از مرزا محمد اختر دہلوی)

---

[1] مستدرک علی کم کتاب الفتن جلد ۴ صہ ۵۴۶ [2] فتوح الغیب مترجم فارسی صہ ۲۷۴ از شیخ عبد القادر جیلانی ناشر مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۸ھ ۱۸۸۱ء

۵۔ حضرت سید محمد بن مبارک کرمانیؒ (سیر الاولیاء اردو ترجمہ صفحہ ۴۶)
۶۔ قطب الاولیاء حضرت محی الدین ابن عربی (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۹۴ از مولانا
گل حسن شاہ) ۷۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (مرآۃ العاشقین صفحہ ۴۵
مرتبہ مولانا سید محمد سعید) ۸۔ حضرت مولانا رومؒ ("الہام منظوم"
ترجمہ اردو مثنوی دفتر دوم صفحہ ۲۷۵-۱۲۹) ۹۔ حضرت شیخ فخر الدین ابراہیم
المعروف عراقی خلیفہ (کلیات عراقی صفحہ ۱۹۰-۱۹۱) ۱۰۔ حضرت بہاؤ الدین
ذکریا ملتانی ۱۰۔ فقیر نور محمد قادری کلاچوی از زمانہ حال کی ایک صوفی مزاج
شخصیت (عرفان جلد ۱ صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۵) ۱۱۔ حضرت الشیخ اسماعیل بروسوی
مفسر اسلام خاتم المفسرین (روح البیان جلد ۱ صفحہ ۳۴۴) الغرض قرآن
و حدیث اور بزرگان امت کی کتب متذکرہ استعارات اور صوفیانہ اصطلاحات
سے لبریز ہیں مگر آہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے بھی حکم عدل کی حیثیت سے
انکو صحیح قرار دیتے ہوئے استعمال فرمایا تو آپ پر نہ صرف اخلاق سوز
پھبتیاں کسی گئیں بلکہ اسے اپنا کارنامہ بناتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا گیا کہ
"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلم کے خطیبوں میں جذباتیت، پھکڑ بازی اور
اشتعال انگیزی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے مگر یہ بھی تو دیکھئے
کہ ہماری قوم کی ذہنیت اور مذاق کیا ہے ..... جذباتیت اور سطحیت
ہماری گھٹی میں پڑ گئی ہے ہماری ہر تحریر اور ہر تقریر جذباتیت اور سطحیت
پر مبنی ہوتی ..... ہماری مصیبت یہ بڑی کمزوری ہے کہ ہم حقائق و واقعات
سے کوئی تعلق نہیں رکھتے صرف جذبات سے کام نکالتے ہیں ..... دینداری

اور بے دین سب کے سب اشتعال انگیزی ہی سے کام لیتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ اس سے کوئی کم کام لیتا ہے اور کوئی زیادہ ..... ہمارے بزرگ اس میں سب سے آگے ہیں اسی لئے وہ رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں "[1]

مبلغینِ احمدیت کیلئے ہدایت

اس طرزِ عمل کے برعکس حضرت مصلح موعودؓ کی احمدی مبلغین کو مستقل ہدایت یہ رہی ہے کہ:۔ " ہمیں وہ تیز طرار مبلغ نہیں چاہئیں جو خم ٹھونک کر میدانِ مباحثہ میں نکل آئیں اور کہیں آؤ ہم سے مقابلہ کر لو۔ ایسے مبلغ آریوں اور عیسائیوں کو ہی مبارک ہوں۔ ہمیں تو وہ چاہئیں جنکی نیچی نظریں ہوں جو شرم و حیا کے پتلے ہوں جو اپنے دل میں خوف خدا رکھتے ہوں۔ لوگ جنہیں دیکھ کر کہیں کہ یہ کیا جواب دے سکیں گے۔ ہمیں ان فلسفیوں کی ضرورت نہیں جو مباحثوں میں جیت جائیں بلکہ ان خادمانِ دین کی ضرورت ہے جو سجدوں میں جیت کر آئیں "[2]

سے دمِ عیسیٰ سے بھی بڑھ کر ہو دعائیں اثر۔ [illegible] تو موسیٰ کا عصا ہو جائیں گالیاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ اپنی زبانوں سے بھی جہاد کرو [illegible] اعوج [illegible] سے اس فرمان نبوی کی یہ تشریح کی جا رہی ہے " بان تشتموهم [illegible] وهم بالقتل و [illegible] والنهب ونحو ذالك وبان [illegible] موهم وتسبوهم "

---

[1] اخبار آزاد لاہور " احرار نمبر" صفحہ ۴-۵ [2] رپورٹ مجلس مشاورت " قادیان ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۴-۲۵

یعنی مشرکوں کو قتل و غارت کی دھمکیوں خوفزدہ کردو اور انہیں برا بھلا کہو اور خوب گالیاں دو[1] یہ "جہاد باللسان" جماعت احمدیہ پر اعتراضات کے ذریعہ جس بیدردی اور شدت اور وسعت اور کثرت سے کیا گیا اُس نے ملک کے غیر از جماعت مگر شریف النفس اور بزرگ اہل قلم کو بھی تڑپا کے رکھدیا ہے چنانچہ جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق تحریر فرماتے ہیں "آج تک احمدیت پر جسقدر لٹریچر علمائے اسلام نے پیش کیا ہے اسمیں دلائل کم تھے اور گالیاں زیادہ ایسے دشنام آلود لٹریچر کو کون پڑھے اور مغلظات کون سنے۔ میٹھے انداز اور ہمدردانہ رنگ میں کہی ہوئی بات پر ہر شخص غور کرتا ہے مگر گالیاں کوئی نہیں سنتا"[2]۔ مولانا نسیم صدیقی لکھتے ہیں۔ "انکی زبان اور ان کا انداز بیان بسا اوقات رکاکت اور ابتذال تمسخر اور استہزاء کی حد کو چھو جاتے کی وجہ سے کبھی قبول نہیں کر سکا"[3]۔ مولانا عبدالرحیم اشرف مدیر المنیر رقمطراز ہیں "استہزاء اشتعال انگیزی، یاوہ گوئی، بے سروپا لفاظی، اس مقدس نام کے ذریعہ مالی غبن، لادینی سیاست کے داؤ پیچ، خلوص سے محروم اظہار جذبات مثبت اخلاق فاضلہ سے تہی کردار ناخدا ترسی سے بھرپور مخالفت کسی بھی غلط تحریک کو ختم نہیں کر سکتی اور ملت اسلامیہ پاکستان

---

[1] مشکوٰۃ مطبع محمدی بمبئی ۱۲۸۲ء اور صفحہ ۳۲۲۔ مطبع مجتبائی ۱۳۴۴ھ صفحہ ۳۳۲ مطبع اصح المطابع دہلی ۱۳۵۷ھ صفحہ ۳۳۲۔ مطبع حمیدیہ کانپوری صفحہ ۳۳۲۔ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۰۷ء صفحہ ۳۲۲۔ مطبع نظامی دہلی صفحہ ۲۲۲

[2] حرف محرمانہ صفحہ ۳ (ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

[3] رسالہ "چراغ راہ" کراچی مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۸

کی ایک اہم محرومی یہ ہے کہ ..... تحفظ ختم نبوت کے نام سے جو کچھ کیا گیا ہے اس کا اکثر و بیشتر حصہ انہی عنوانات کی تفصیل ہے "[1]

ب "یہ تقریریں جو وہ قادیانیت کے خلاف کر رہے ہیں (جن میں سے آیات کی تلاوت اور ان کے بعض مطالب کی تبلیغ کا حصہ جو فی الحقیقت انکی تقریروں کا ۱/۱۰۰ ہوگا مستثنیٰ کر لیا جائے) اگر انہیں دربار رسالت کی پسندیدگی حاصل ہے تو ہم اس اسلام کو (جو کتاب و سنت میں پیش کیا گیا ہے اور جس میں ذہن، قلب، زبان اور اعضاء کو مسئولیت سے ڈرایا گیا ہے) خیرباد کہنے کو تیار ہیں "[2]

ج "خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اس کا جواب نعروں سے مسلسل جد وجہد کا توڑ اشتعال انگیزی سے، علمی سطح پر مساعی کو ناکام بنانے کا داعیہ صرف پھبتیوں اور بے ہودہ جلوسوں اور ناکارہ ہنگاموں سے پورا نہیں ہو سکتا اس کیلئے جب تک وہ انداز اختیار نہ کیا جائے جس سے فکری اور عملی تقاضے پورے ہوں۔ ہنگامہ خیزی کا نتیجہ وہی برآمد ہوگا جس پہ مرزا صاحب کا الہام اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ صادق آئیگا "[3]

جناب حبیب الرحمان شاہوسے نے رسالہ "لیل و نہار" لاہور۔ مورخہ جولائی ۱۹۷۴ء میں یہ اداریہ سپرد قلم فرمایا کہ ۔ "کوتاہ نظروں کی کوتاہ نظری نے مرزائیت کے خلاف اس طرح کے محاذ بنائے کہ خود اہل مرزائیت کو اشتعال دلائے اور اپنے عقیدے میں مضبوط بنا دیئے میں معاون ثابت ہوئے سستی نعرہ بازی

[1] المنیر ۲ جولائی ۱۹۵۶ء صفحہ [2] المنیر ۹ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۳ [3] المنیر ۱ اگست ۱۹۵۵ء صفحہ ۱

اوچھے حملوں اور فحش گالیوں سے مرضع گفتگو کسی کو قائل تو نہیں کر سکتی غصّہ ضرور دلا سکتی ہے۔ چنانچہ مرزائیت کیخلاف کئی ایسے مبلغین بھی ابھرے جنہوں نے عامیوں کے ذوق کو ابھار کر داد تحسین تو حاصل کر لی۔ فاتح قادیان اور فاتح ربوہ بھی کہلائے لیکن مرزائیت کی جڑ نہ مار سکے"

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

دردمندانہ اپیل

اب اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دردِ دل سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ پر ختم کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں:۔

"ٹھٹھا کرو جسقدر چاہو۔ گالیاں دو جسقدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جسقدر چاہو اور میرے استیصال کیلئے ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جسقدر چاہو پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دیگا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے" (اربعین ص ۱)

"میری محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپکی مرضی لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپکو

یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہوکر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور دعائیں قبول ہوجائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہوجائے اور آخر دماغ خالی ہوکر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہوجائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں ... میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں ۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ انکے ہاتھ سے اکھڑ سکوں " (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۵)

" پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا ... جس طرح خدا نے پہلے ماموریں اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کریگا۔ خدا کے ماموریں کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا

خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفہ ۹)

ع
جو خدا کا ہو اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

وَ آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

مقبولانِ درگاہ الٰہی
اور
ظاہر پرست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۲ء میں تحریر فرمایا:۔

قدیم سے علماء کا یہی حال رہا ہے کہ مشائخ اور اکابر اور ائمہ وقت کی کتابوں سے جب بعض بعض حقائق اور معارف اور دقائق اور نکات عالیہ انکو سمجھ نہیں آئے اور ان کے فہم میں وہ خلاف کتاب اللہ اور آثار نبویہ پائے گئے تو بعض نے علماء میں سے ان اکابر اور ائمہ کو دائرہ اسلام سے خارج کیا اور بعض نے زندیق کہہ کے کافر تو نہ کہا لیکن اہل سنت والجماعت سے باہر کر دیا پھر جب وہ زمانہ گزر گیا اور دوسرے قرن کے علماء پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ نے ان پچھلے علماء کے سینوں اور دلوں کو کھولدیا اور ان کو وہ باریک باتیں سمجھا دیں جو پہلوں سے پوشیدہ رہی تھیں۔ تب انہوں نے ان گزشتہ اولیاء اور ائمہ کو ان تکفیر کے فتووں سے بری کر دیا اور نہ صرف بری بلکہ ان کی قطبیت اور غوثیت اور اعلیٰ مراتب ولایت کے قائل بھی ہو گئے اور اسی طرح علماء کی عادت رہی اور ایسے سعید ان میں سے بہت ہی کم نکلے جنہوں نے مقبولانِ درگاہ الٰہی کو وقت پر قبول کر لیا۔ امام کامل حسین رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک یہی سیرت اور خصلت ان ظاہر پرست دنیا دار علماء کو چلی آئی کہ انہوں نے وقت پر کسی مردِ خدا

کو قبول نہیں کیا ...... ہاں علماء نے مقبولوں کو قبول بھی کیا اور بڑی ارادت بھی ظاہر کی یہاں تک کہ انکی جماعت میں بھی داخل ہو گئے مگر اس وقت کہ جب وہ اس دنیا ناپائدار سے گزر گئے اور جبکہ کروڑ ہا بندگان خدا پر انکی قبولیت ظاہر ہو گئی ۔ للہ در القائل ۔

ع جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

(آئینہ کمالات اسلام (مقدمہ ص۳۳، ۳۴)

afforded by his writings, proclaim him hostile to modern civilization, which as accidentally associated with Christianity, he hates with a perfect hatred. In warring with the one he needs must war with the other they are one and indivisible. A railway train is as hateful to him as the doctrine of the Trinity, because it is device of the Trinitarians. In one place he thus delivers himself :—

" Thus it is evident that these Christian race "-mark the words-" These supporters of the Trinity, *have played such wonderful feats and cut a complete system of magic*"—the italics are ours—" that none but a first class dajjal could exhibit ".

"A dangerous fanatic

"There is a well-known fanatic in the Punjab, he is now, we believe, in the Gurdaspur district, who calls himself Musalman and also the Messiah. His prophecies regarding the death of a native Christian gentleman in Amritsar kept up an excitement in the city for some months; but fortunately his utterances were so badly charged that they have hung fire miserably and the doomed is still alive. A fanatical vision of this sort is doubtless under the surveilance of the Police. Whenever he preaches abroad serious disturbances of the peace are imminent, for he has a numerous following who are only less fanatical than himself.

Of course no political danger can be apprehended from the vain imaginings of such a man; but there is method in his madness. He has undoubted literary ability and his writings are voluminous and learned; all the elements present for forming a dangerous rallying point of course among the Orthodox he is anathema morantha. His fame has spread as far as even as distant Madras. We give an extract from the Mohammedan, an English daily published in that city.

"Deep religious conviction, such as that ascribed to the Qadian, is no matter for idle gibe, but we are afraid that even granting his mental health, it is so intermixed in the 'reformer' with a narrowness of view as to constitute him a crude reactionist. His convictions inform all his moods and impart a sickly hue to all his environments. Glimpses

نام کتاب :- عقائد احمدیت اور اعتراضات کے جوابات

ناشران :- جمال الدین انجم

ادارہ :- احمد اکیڈمی ربوہ

مطبوعہ :- لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور

کتابت :- محمود انور خوشنویس ربوہ

قیمت :- ۱۰ روپے